Regd No P 37

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳-۵۰ روپے
ممالک غیر ۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۱ | ۴ ماہ اخاء ۱۳۴۱ ہش ۴ جمادی الاول ۱۳۸۲ھ ۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۴۰

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳۰ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قریباً اڑھائی ماہ نخلہ میں قیام فرمانے کے بعد مورخہ ۲۶ ستمبر کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے دن موٹر کار کے ذریعہ ربوہ میں تشریف لے آئے۔ اہل ربوہ نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی زیر قیادت لاریوں کے اڈا سے قصر خلافت تک سڑک کے دونوں جانب ہزاروں کی تعداد میں قطار در قطار کھڑے ہو کر والہانہ جذبہ عشق کے تحت اپنے آقا کے پرتپاک خیر مقدم میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی۔

حضور کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی اطلاع مظہر ہے کہ کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ رات نیند آگئی۔ اس وقت بھی طبیعت بفضلہ اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ وہ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ — قادیان ۳ اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

آندھرا پردیش کے نئے گورنر صاحب سے جماعت احمدیہ حیدرآباد کے ایک وفد کی ملاقات

اور قرآن کی پیشکش!

(از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری نائب انچارج دارالتبلیغ حیدرآباد)

۱۱ ستمبر ۱۹۶۲ء آج صبح ۹½ بجے جماعت احمدیہ حیدرآباد کے ایک وفد نے آندھرا پردیش کے نئے گورنر صاحب سری جنرل نگیش سے ملاقات کی۔ یہ وفد محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب انچارج دارالتبلیغ آندھرا پردیش مکرم سید جعفر حسین صاحب بی۔اے ایل۔ایل۔بی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شاد نگر اور خاکسار پر مشتمل تھا۔

سب سے پہلے مکرم امیر صاحب نے گورنر صاحب کو ہار پہناتے ہوئے ان کی خدمت میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ جسے انہوں نے کھڑے ہو کر احترام کے ساتھ قبول فرمایا۔ مصافحہ اور انفرادی تعارف کے بعد مکرم انچارج صاحب دارالتبلیغ نے جماعت احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے اس کے عقائد اور حکومت کے ساتھ اس کے تعاون کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔

دوران گفتگو میں گورنر صاحب نے فرمایا کہ ہمارا ملک بھارت ایک خاندان کی حیثیت رکھتا ہے جس میں مختلف مذاہب کے ساتھ تعلق رکھنے والے بستے ہیں۔ جس طرح ایک گھر میں دو بھائیوں کے درمیان فساد پیدا ہو تو تمام گھر متاثر ہو جاتا ہے اسی طرح ہندوستان بھی اس قسم کے فتنہ و فساد سے بری طرح متاثر ہو جاتا ہے۔ اور ہم سے جو بھی حرکت سرزد ہوتی ہے۔ بعد میں آنے والی نسل اس کی نقل کرنے لگتی ہے۔

مکرم انچارج صاحب نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے ارشادات اور امن کے لئے جماعت احمدیہ کی مساعی کا تفصیل سے ذکر کیا۔ جس کو گورنر صاحب محترم نے بغور سماعت فرمایا۔ قریباً بیس منٹ کی گفتگو کے بعد تمام ممبران وفد مصافحہ کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔

آپ سابق گورنر شری بھیم سین صاحب سچر کے تبادلہ پر یہاں متعین ہوئے ہیں۔ یہ امر بیان قابل ذکر ہے کہ سابق گورنر صاحب کی خدمت میں بھی جماعت کی طرف سے دو دفعہ تبلیغی لٹریچر پیش کیا گیا تھا۔ محترم گورنر صاحب کے اسسٹنٹ ملٹری سیکرٹری کی خواہش پر ان کو بھی قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور سلسلہ کے بعض لٹریچر پیش کئے گئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملاقات کے بہتر نتائج بھی پیدا کرے۔ آمین۔

موجودہ زمانہ میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے ایسی کتابوں کی از حد ضرورت ہے،

کتاب "چونویں پھل" پر ایک اور تبصرہ

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے سکھ مسلم اتحاد کو قائم کرنے اور بڑھانے کے لئے ایک کتاب "چونویں پھل" شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب کی ملک کے دانشوران اور مصلحین نے بہت تعریف کی ہے اور اس پر بہت سے تبصرے کئے ہیں جو اخبار بدر میں اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔ ایک تازہ تبصرہ ذیل میں شائع کیا جاتا ہے جو سردار البشر سنگھ صاحب جنتا فری ایڈیٹر [illegible] پٹیالہ کی طرف سے موصول ہوا ہے۔

شریمان مرزا وسیم احمد صاحب۔ السلام علیکم

آپ کی تصنیف شدہ کتاب "چونویں پھل"۔ "نماز گورمکھی" ترجمہ اور دوسرے ٹریکٹ موصول ہوئے۔ "چونویں پھل" کے مطالعہ سے بڑا ہی آنند آیا۔ آپ نے اس میں بڑا ہی دلچسپ مسالہ دیا ہے۔ ہر بات کی تائید میں کئی حوالے دے کر اس کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ موجودہ زمانہ میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے ایسی کتابوں کی از حد ضرورت ہے۔ اس کتاب کو ناول کی شکل میں ترتیب دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک دفعہ شروع کرنے پر ختم کئے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ میں آپ کو اس کتاب کی تصنیف پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

میں نے خود تین دفعہ اس کتاب کو پڑھا ہے۔ ہر دفعہ ایک نیا مزہ آیا۔ اب اسے جلد کروا کر دوسرے پڑھنے والے دوستوں کو بطور تحفہ دے رہا ہوں۔ اسی طرح دوسرے ٹریکٹوں کی بھی ایک ہی جلد بنوا لی گئی ہے۔ اور انہیں بھی دیگر دوستوں کو پڑھنے کے لئے دیا جا رہا ہے۔ امید ہے آپ اسی طرح اس بندہ کو یاد فرماتے رہیں گے۔ اور کام بتاتے رہیں گے۔ ہو اگر شکریہ کا موقعہ عطا فرماتے۔ [illegible]

خاکسار صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے [illegible] آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

برکاتِ خلافت کے لمبا ہونے کیلئے دُعائیں کرو

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

چند دنوں سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق فکر پیدا کرنے والی اطلاعات چھپ رہی ہیں۔ یعنی آجکل حضور کو ضعف بھی کسی قدر زیادہ ہے اور بعض اوقات اعصابی بے چینی بھی رہتی ہے اور رات کے ابتدائی حصہ میں بے خوابی کی تکلیف بھی ہو جاتی ہے۔

میں جانتا ہوں کہ جماعت کے مخلصین پُر سوز دل کے ساتھ حضور کی صحت اور شفایابی کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ مگر بعض طبیعتوں میں حضور کی بیماری کے لمبا ہو جانے کی وجہ سے بے چینی بھی پیدا ہو رہی ہے اور دوسری طرف جماعت کے بعض دوست حضور کی شفایابی کے لئے خوابیں بھی دیکھ رہے ہیں۔ خوابوں کی حقیقی تعبیر تو خدا جانتا ہے اور تقدیر کا معاملہ بھی خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جو اس نے اپنی حکیمانہ مصلحت کے ماتحت پردۂ غیب میں رکھا ہوا ہے۔ دوست بہرحال دعائیں جاری رکھیں کیونکہ بندے کا کام مانگنا ہے اور یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے کہ وہ کسی دعا کو ظاہری صورت میں قبول کرے۔ یا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے اس کی برکات کو اخروی زندگی کے لئے ذخیرہ کرے۔

بعض اصحاب کہتے ہیں کہ سالہا سال کی لمبی بیماری کافی ہے پھر بعض کو اللہ تعالیٰ نے شفا دیدی اور بعض کا وقت پورا ہو گیا اور خدا نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی زیادہ دو ہفتے تپ محرقہ میں مبتلا رہے۔ اور ان ایام میں صحابہؓ نے حضور کی صحت کے لئے کس کس رنگ میں اور کیسے اور درد و سوز کے ساتھ دعائیں کی ہونگی اس کا اندازہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جسے اس بے نظیر عشق کا علم ہو جو صحابہؓ کے دل میں اپنے پیارے آقا کے لئے تھا۔ لیکن چونکہ اليوم اكملت لكم دينكم کا ارشاد نازل ہو چکا تھا۔ اس لئے خدا کی مشیت پوری ہوئی اور قبل از وقت اشتباہ کے باوجود کئی صحابہؓ کو جن میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی بھی شامل تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات بے وقت نظر آئی اور وہ حضور کے غم میں دیوانوں کی طرح ہو گئے۔

پس جہاں میں دوستوں کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے لئے دعا کی یاد دہانی کراتا ہوں وہاں میں خدائے رحیم و کریم کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ اس نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی طویل خلافت کو ایسی غیر معمولی نصرتوں اور برکتوں سے نوازا ہے جس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ در اصل اگر غور کیا جائے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ تمام الہامات پورے ہو چکے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوئے اور کوئی ایک نشانی بھی ایسی نہیں جس کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ وہ حضور میں پوری نہیں ہوئی۔ اور خدا کا کلام ہر لحاظ سے اور اپنی ہر شان میں پورا ہو چکا ہے۔

خدا نے وعدہ فرمایا تھا کہ پسر موعود جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا اور دنیا جانتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی کئی جلالی شانیں منصۂ شہود پر آ چکی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ دل کا حلیم ہوگا اور جماعت نے دیکھ لیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی جلالی طبیعت کے باوجود اس کثرت کے ساتھ حضور کے ذریعہ حضور کے حلم کا اظہار ہوا ہے کہ اس کی شمار نہیں۔ خدا نے فرمایا تھا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا اور دوست جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت ہم صرف تین بھائی تھے مگر کس طرح سالہا سال کی جدائی کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے غیر معمولی تصرف سے ۱۹۳۰ء میں ہمارے بڑے بھائی مرزا سلطان احمد صاحب کو چہتر سال کی عمر میں ہماری اخوت کے دائرہ میں کھینچ لایا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ یہ پسر موعود علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور جماعت کا بچہ بچہ دیکھ چکا ہے کہ رسمی تعلیم کے فقدان کے باوجود دینی بغیر

استاد کے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ظاہری امتحان پاس کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے قلم اور حضور کی زبان سے قرآن مجید کی تفسیروں اور جلسہ سالانہ کی تقریروں کے ذریعہ ایسے علوم کے دریا بہائے کہ دنیا انہیں دیکھ کر عش عش کر اٹھی۔ پھر خدا نے فرمایا تھا کہ قومیں اس سے برکت پائیں گی اور آج دیکھو کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی دردمندانہ دعاؤں اور انتھک کوششوں کے نتیجہ میں اشتراکی ملکوں کو چھوڑ کر جن میں ہمارے مبلغوں کو جانے کی اجازت نہیں دنیا کے قریباً ہر ملک میں احمدی مبلغوں کے ذریعہ اسلام کا جھنڈا لہرا رہا ہے اور جن ملکوں میں احمدی مبلغ نہیں پہنچ ان میں بھی سلسلہ کے لٹریچر کے ذریعہ آواز پہنچ رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔

پس یقیناً حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام پیشگوئیاں غیر معمولی شان کے ساتھ پوری ہو چکی ہیں اور حق یہ ہے کہ کوئی پیشگوئی بھی ایسی نہیں جس پر سند تاللہ کے مطابق اعتراض کیا جا سکے۔ پس لاریب خدا کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور خدا کی نعمت اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ اور اب ہماری دعاؤں کی غرض وغایت کسی مزید پیشگوئی کے پورا ہونے کے انتظار کی وجہ سے نہیں بلکہ برکاتِ خلافت کے لمبا ہونے کے لئے ہے وغیرجو من اللہ خیراً وما ذالک على الله بعزیز ولا حول ولا قوة الا بالله العظیم۔

خاکسار: مرزا بشیر احمد
ربوہ ۲۱ ستمبر ۱۹۶۲ء بروز جمعہ

اعلان برائے لجنات اماء اللہ بھارت

لجنہ اماء اللہ بھارت کی سالانہ رپورٹ شائع کرنے کے لئے تیاری کی جارہی ہے۔ تمام لجنات کو بذریعہ خطوط لکھے جا چکے ہیں۔ برائے مہربانی بھارت کی ہر لجنہ اپنی سالانہ رپورٹ اکتوبر ۱۹۶۱ء تا ستمبر ۱۹۶۲ء تک کی مفصل تیار کر کے جلد از جلد دفتر لجنہ مرکزیہ کو بھجوائیں۔ تاکہ ان کی رپورٹ شائع ہونے سے رہ نہ جائے۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ
۲۰ ستمبر ۱۹۶۲ء

یومِ التبلیغ

۲۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو منایا جائے

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ اس سال جیسا کہ شروع سال میں اعلان کیا جا چکا ہے۔ یوم التبلیغ مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء بروز اتوار منایا جائے گا نظارت ہذا امید کرتی ہے کہ جملہ جماعتیں اور افراد اس دن اپنے بقیہ کاموں سے فارغ ہو کر سارا دن تبلیغ میں صرف کریں گے بڑی جماعتوں کو وفود کی صورت میں پروگرام مرتب کرنا چاہیئے۔ اور مؤثر رنگ میں تبلیغ حق کا فریضہ ہر مذہب و ملت سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں ادا کرنا چاہیئے۔ جن جماعتوں میں تقسیم کے لئے لٹریچر نہ ہو وہ اولین فرصت میں نظارت ہذا سے منگوا لیں۔ ازاں بعد اس کی رپورٹ دفتر نظارت دعوت و تبلیغ میں جلد بھجوانے کا اہتمام کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ خاکسار

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خطبہ جمعہ

وہی قوم زندہ کہلانے کی مستحق ہے جو اپنی خوبیوں میں دوسروں سے بلند اور ممتاز ہو

اپنے بلند مقام کو ہمیشہ پیش نظر رکھو اور جائزہ لیتے رہو کہ کیا تم اس مقام کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر رہے ہو

مومن کا معیار اخلاق ـ معیار سچائی اور معیار ہمدردی یقیناً دوسروں سے بلند رہنا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۰ رمئی ۱۹۴۹ء بمقام لاہور

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا ۔
قرآن کریم میں بار بار یہ مضمون دہرایا گیا ہے کہ

کیا مردے زندوں کے برابر

ہو سکتے ہیں۔ بظاہر یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے۔ اور بظاہر یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے ہر شخص واقف ہے۔ لیکن سوچا جائے تو یہی چھوٹا سا مضمون اکثر لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات قومیں اس چھوٹی سی چیز کو نظر انداز کر دینے کی وجہ سے اپنے قدم کو کھو بیٹھتی ہیں۔ دنیا میں اپنے مقام کو قائم رکھنے بلکہ سابق معیار سے اونچا جانے کے لئے سہل ترین اور

سب سے آسان ذریعہ

یہی ہوا کرتا ہے کہ انسان اپنے اس مقام کی کیفیت کو یاد رکھے جس پر وہ کھڑا ہو۔ یہی بات یاد رکھنے سے انسان کی اس جدوجہد میں تیزی پیدا ہوتی ہے جو اپنے مقام کو قائم رکھنے کے لئے وہ کیا کرتا ہے۔

مجھے خوب یاد ہے

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی ایسی بات دیکھتے جو ان کے خیال میں نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ تو وہ یہ فقرہ کہا کرتے تھے کہ میاں تمہیں معلوم ہے کہ تم کس کے بیٹے ہو۔ جس اس فقرہ میں سارا مضمون آجاتا تھا۔ یعنی کسی کا بیٹا ہونے کی وجہ سے بھی انسان پر بعض ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں اور اس کے فعل کو لوگ اس کے باپ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ چنانچہ کبھی تو والدین کے افعال بیٹوں کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اور کبھی بیٹوں کے افعال والدین کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور اسی طرح وہ

ایک دوسرے کی نیک نامی

یا بدنامی کا موجب ہوتے ہیں۔ اس فقرہ میں اسی مضمون کی طرف اشارہ ہوتا تھا۔ اور اس کے معنے ہم سمجھتے تھے کہ کیا ہیں کہتے ہیں کوئی شخص کفن چور تھا جب کوئی آسودہ حال شخص مرتا تو وہ اس کی قبر کھود کر کفن چرا لیا کرتا اور مردہ کو دوبارہ قبر میں گاڑ کر اس پر مٹی ڈال دیتا۔ اس کفن چور کا لڑکا اس کی نسبت زیادہ شریف تھا اور اپنے باپ کے پیشے سے احتراز کیا کرتا تھا۔ جب باپ مر گیا اور

کفن چوری بند ہو گئی

اور مردوں کی ہتک جاتی رہی تو لوگوں نے سمجھ لیا کہ کفن چور فوت ہو گیا ہے۔ اس کفن چور کے متعلق کسی شخص کو معلوم تو تھا نہیں کہ وہ کون ہے کیونکہ وہ یہ کام چوری چھپے کرتا تھا . . . . اور اس سے بیٹے کے متعلق بھی کوئی یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے اور آیا وہ بھی کفن چور ہے یا نہیں۔ بیٹا یہ جانتا تھا کہ اس کا باپ کفن چور تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ اچھا ہوا وہ مر گیا۔ اس کا بیٹا جو کفن چور نہیں تھا جب یہ باتیں سنتا تو

یہ الفاظ اس پر گراں گذرتے

ایک دفعہ وہ اپنے کسی دوست کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ اس طرح واقعہ ہوتا ہے اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص میرے باپ کو خواہ وہ کیسا ہی تھا گالیاں دے۔ مجھے

کوئی ایسا علاج بتاؤ

جس کے ذریعہ میں ان باتوں سے نجات حاصل کر سکوں اس نے کہا کچھ دن تم بھی یہ کام کرو۔ تمہارے باپ کے عیوب چھپ جائیں گے تب وہ ایسا کام کرنے لگا جو پہلے سے زیادہ سخت ہو۔ اس نے اس نصیحت پر عمل کیا اور کفن چوری کا کام شروع کر دیا اس نے یہ کام کسی بری نیت سے نہیں کیا بلکہ اپنے

باپ کے عیوب چھپانے کیلئے

یہ کام شروع کیا وہ کفن چرا لیتا اور مردے کو ننگا چھوڑ کر آجاتا۔ اس کا باپ تو کفن اتار کر مردے کو دوبارہ قبر میں دفن کر دیتا تھا لیکن وہ یونہی آجاتا۔ جب مردوں کی دوبارہ ہتک ہونے لگی۔ جب جیلیں انہیں ننگا چھوڑ کر چلتے ان پر حملہ آور ہوتے تو لوگ دعا کرتے کہ خدا فلاں شخص پر رحم کرے وہ کفن چور تو تھا مگر ہمیشہ مردوں پر مٹی ڈال دیا کرتا تھا۔

اب پتہ لگا ہے

کہ وہ کتنا شریف انسان تھا اس طرح آہستہ آہستہ اس کے عیوب چھپ گئے اور لوگوں نے اسے گالیاں دینا اور برا بھلا کہنا چھوڑ دیا۔ جب اس کے بیٹے نے دیکھا کہ اب لوگوں نے اسے گالیاں دینا چھوڑ دیا ہے تو اس نے بھی کفن چوری ترک کر دی غرض اس طرح بدنامیوں اور نیک نامیوں کا سلسلہ چلتا ہے۔ اگر کسی میں کوئی عیب ظاہر طور پر پایا جاتا ہے تو وہ اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور اگر وہ عیب باطنی ہوتا ہے تو لوگ ایسی باتیں سنتے ہی بے نام گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں اسی طرح خوبیاں ہیں اگر کسی میں کوئی خوبی ظاہری طور پر پائی جاتی ہے تو

لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں

لیکن اگر وہ خوبی باطنی ہوتی ہے تو لوگ بے نام تعریفیں کرتے ہیں۔ لیکن اس قاعدہ سے لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ قرآن کریم میں جب یہ کہا گیا کہ مردہ زندہ کے برابر نہیں ہو سکتا تو اس کا سیاق و سباق بتاتا ہے کہ مردہ وہ ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتا۔

یہ ایک دلیل ہے

جو خدا تعالیٰ نے کفار کے مقابلہ میں آپ کے سچا ہونے کے لئے دی۔ بلکہ یہ ایک نشان ہے جو مسلمان کے لئے عبرت کا ایک کوڑا ہے کہ مردہ زندہ کے برابر نہیں ہو سکتا یعنی ایک غیر مسلم کسی خوبی میں اور کسی میدان میں بھی ایک مسلمان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن میں یہ جو کہا گیا ہے کہ مردہ زندہ کے برابر نہیں ہو سکتا اگر

اس کے یہی معنے ہیں

کہ ایک غیر مسلم مسلمان کے برابر خوبیاں نہیں رکھ سکتا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر آپ کے ماننے والے کے برابر نہیں ہو سکتا تو لفظاً یہ درست نظر نہیں آتا کیونکہ آج ہر خوبی میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر مسلمان سے زیادہ نظر آتا ہے۔ صداقت اس میں زیادہ پائی جاتی ہے محنت اس میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ احساس قومی اس میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ قومی روح قربانی ایک مسلم سے زیادہ ہے۔ رحم اس میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ انصاف اس میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ پاکیزگی اس میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ غرض وہ

تمام اخلاق فاضلہ

جن کو قرآن کریم پیش کرتا ہے۔ اور اس رنگ میں بیان کرتا ہے کہ گویا وہ ایک مسلمان کی جائداد ہیں اور جن کی نسبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

كلمة الحكمة ضالة المؤمن اخذها حيث وجدها

اسے مخاطب ایسی باتوں کے متعلق تو یہ سمجھے ہو بیٹھے ہو کہ گویا مومن کا مال ہیں اسے جہاں کہیں یہ چیزیں ملیں وہ نہیں چھینتے کرتے جاتے۔ لیکن کوئی بھی ایسا نہیں کوئی خوبی ایسی نہیں جسے یہ اپنے قبضہ میں کرنے

دے دیئے گویا۔

اس کا مطلب یہ تھا

کہ ہر خوبی اور ہر حسن کے مالک مسلمان ہی ہونگے لیکن اب تو یہ ہے کہ کلمۃ الحکمۃ مسلمان کے لئے نفرت کی جگہ ہے اور اس کی حد سے زیادہ ناپسندیدہ چیز ہے اگر یہ اس کی جیب میں بھی ہو تو وہ اسے پھینک دیتا ہے اگر یہ اس کے گھر میں بھی ہو تو وہ اسے نکال دیتا ہے اور جب تک وہ اسے اپنے سے جدا نہ کرے اسے چین نہیں آتا۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مردے زندوں کے برابر ہو سکتے ہیں؟ اب یا تو یہ کہنا پڑے گا کہ کبھی بھی ایک مسلمان اس درجہ تک نہیں پہنچ سکا جس کی طرف

اس فقرہ میں اشارہ

کیا گیا ہے اور یا یہ ماننا پڑے گا کہ آج کا مسلمان وہ مسلمان نہیں رہا جس کے متعلق یہ فقرہ استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن پرانے مسلمان کے متعلق یہ فقرہ صحیح اور درست تھا گویا آج کا مسلمان عملاً مسلمان ہی نہیں کہ اس کے متعلق یہ فقرہ کہا گیا ہو۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہنا پڑے گا کہ قرآن کریم نے یہ کہا ہے کہ مُردے زندہ کے برابر نہیں ہو سکتے۔ مگر یہ نہیں کہا کہ مُردوں مُردوں میں بھی فرق نہیں ہوتا پہلے مسلمان زندہ تھے لیکن اب یہ بھی مردہ ہیں اور وہ بھی مردہ جبکہ یہ بھی

حقیقت سے دور

ہیں اور وہ بھی حقیقت سے دور ہیں لیکن مُردوں مُردوں میں بھی فرق ہوتا ہے دو تین دن کا مُردہ تازہ مُردہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ تین چار دن کا مُردہ تو سڑ رہا ہوگا۔ اور اس میں سے بدبو آ رہی ہوگی اور تازہ مُردہ اس سے بہر حال اچھا ہوگا خواہ وہ مردہ ایک مسلمان کا ہو یا ایک عیسائی کا ہو۔ ایک مسلمان کے مُردے میں بھی سڑ جانے کے بعد کیڑے پڑ جائیں گے۔ اور ایک عیسائی کے مُردہ جسم میں بھی سڑ جانے کے بعد کیڑے پڑ جائیں گے۔ گویا اب یہ کہنا پڑے گا کہ قرآن کریم نے یہ تو کہا ہے کہ مردے زندہ کے برابر نہیں ہو سکتے۔ مگر یہ نہیں کہا کہ مسلمان ہمیشہ زندہ رہیں گے اور اگر یہ نہیں کہا کہ مسلمان ہمیشہ زندہ رہیں گے تو

اس کے یہ معنے ہونگے

کہ وہ بھی کسی وقت مردہ ہو جائیں گے اور قرآن کریم نے یہ کب کہا ہے کہ مُردوں مُردوں میں فرق نہیں ہو سکتا۔ ایک مسلمان کا مردہ بھی خراب ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ

مسلمان صداقت سے بے بہرہ ہو کر کبھی زیادہ خراب ہو جائیں گے اور کبھی کم۔ لیکن بہر حال جو قوم اپنے آپ کو زندہ سمجھتی ہے اس کو مردوں کے مقابلہ میں اپنے

کیریکٹر کا معیار

زیادہ ابھارنا پڑے گا۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ وہ زندہ بھی ہو اور اس میں اتنی سچائی نہ پائی جائے جتنی مُردوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ زندہ بھی ہو لیکن اس میں اتنی محنت پائی جاتی ہو جتنی مردوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ زندہ بھی ہو اور اس میں آثار رحم نہ پایا جائے جتنا مُردوں میں پایا جاتا ہے۔ اگر تم اپنے آپ کو زندہ سمجھتے ہو تمہارا معیار انصاف۔ تمہارا معیار رحم۔ تمہارا معیار عدل تمہارا معیار سلوک اور

تمہارا معیار احسان اور رحم

بہر حال مُردوں سے زیادہ بالا ہوگا ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ تمہیں زندہ کہا جائے۔ مُردہ مردہ کے یہاں یہ معنے تو نہیں کہ اس کی روح نکل گئی ہو اس کی آنکھ دیکھ نہ سکتی ہو۔ اس کے کان سُن نہ سکتے ہوں اور اس کا جسم حرکت نہ کر سکے۔ اور نہ زندہ کے یہ معنے ہیں کہ اس کا جسم حرکت کرتا ہو اس کی آنکھیں دیکھتی ہوں۔ اس کے کان سنتے ہوں اور اس کے ساتھ ارتقاء اور تنزل کا سلسلہ لگا ہوا ہو۔

یہاں وہ معنے مراد نہیں

یہاں اس سے روحانیت کا نکل جانا مراد ہے اخلاق فاضلہ کا مٹ جانا مراد ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارے اندر روحانیت بھی نہ ہو۔ تمہارے اندر اخلاق فاضلہ بھی نہ پائے جائیں اور پھر تمہیں زندہ کہا جائے اور تمہارے دشمن کو جس میں یہ خوبیاں پائی جاتی ہیں مردہ کہا جائے اور اگر وہ باتیں تم میں بھی پائی جاتی ہوں لیکن تم اپنے دشمن سے پیچھے رہ گئے ہو۔ تب بھی اس کے مقابلہ میں تمہیں

زندہ نہیں کہا جا سکتا

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مردہ تو چلتا ہو اور زندہ سارا دن ایک جگہ پڑا رہے۔ مُردہ تو آنکھیں کھولتا ہو اور دیکھتا ہو مگر یہ نہ دیکھتا ہو۔ مردہ سنتا ہو خواہ وہ کچھ اونچا ہی سنتا ہو۔ لیکن سنتا ضرور ہو۔ مگر یہ نہ سنتا ہو۔ یہ تو ویسی ہی حماقت ہوگی جیسے ہمارے سکول کے بعض لڑکوں نے کی۔

جب ہم سکول میں پڑھا کرتے تھے

اس زمانہ میں ہمارا سکول چھوٹا سا تھا۔

اور ہیڈ ماسٹر اور بورڈنگ کا سپرنٹنڈنٹ ایک ہی تھا سکول میں تھوڑے سے لڑکے تھے ایک دن اس کے اسسٹنٹ سے کسی نے شکایت کی کہ عشاء کی نماز میں بورڈنگ کے لڑکے بہت تھوڑے آتے ہیں۔ یہ شکایت زیادہ پھیلی اور ہیڈ ماسٹر کے کانوں تک بھی پہونچی۔ اس نے

اصل انچارج سے پوچھ

کہ لڑکے عشاء کی نماز میں کیوں نہیں جاتے انچارج نے کہا لڑکے نماز میں تو جاتے ہیں لیکن بڑے جاتے ہیں اور چھوٹے لڑکے سو جاتے ہیں اور میں انہیں چھوڑ جاتا ہوں ہیڈ ماسٹر نے پوچھا ایسے لڑکے کتنے ہیں جو نماز میں نہیں جاتے۔ اس نے کہا بیس۔ ہیڈ ماسٹر نے کہا اچھا میں کسی دن آؤں گا۔ اور دیکھوں گا کہ کون کون لڑکے نماز میں نہیں جاتے۔ وہ ایک دن بورڈنگ میں گئے لڑکے سو رہے تھے۔ وہ پائینتی کی طرف کھڑے ہو گئے۔ ہیڈ ماسٹر نے انچارج سے دریافت کیا۔ تم کس طرح خیال کرتے ہو کہ یہ لڑکے سو رہے ہیں۔ اس نے کہا میں انہیں جگاتا ہوں اور یہ نہیں ہلتے۔ ہیڈ ماسٹر نے کہا واہ

یہ بھی کوئی پہچان ہے

سچ مچ سونے والوں اور بناوٹی سونے والوں میں یہ فرق ہوتا ہے کہ بناوٹی سونے والوں کے بدن میں کوئی حرکت نہیں ہوتی لیکن جو سچ مچ سو جاتے ہیں۔ ان کے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلتا رہتا ہے سترہ لڑکے جاگ رہے تھے۔ اور بناوٹ کر رہے تھے۔ انہوں نے یہ سنتے ہی اپنے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلانا شروع کر دیا۔ تا وہ یہ ثابت کریں کہ وہ سچ مچ سوئے ہوئے ہیں جس طرح لڑکوں نے اپنے

سونے کی علامت

پاؤں کا انگوٹھا ہلنا سمجھا۔ حالانکہ سونے والا حرکت نہیں کرتا۔ اسی طرح تم بھی یہ خیال کرتے ہو کہ روحانیت تم میں نہ پائی جائے۔ اخلاق فاضلہ تم میں نہ پائے جائیں۔ انصاف تم میں کم ہو۔ عدل تم میں کم ہو۔ اور پھر روحانی طور پر تم زندہ بھی ہو۔ لیکن جس میں یہ سب چیزیں پائی جاتی ہوں۔ وہ مُردہ ہو۔

یہ تو لطیفہ ایسی ہی ہے

جیسے ہیڈ ماسٹر نے کہا کہ جو سچ مچ سو جاتے ہیں ان کے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلتا رہتا ہے۔ اور جو بناوٹی طور پر سوئے ہوتے ہیں۔ ان کا سارا جسم ساکت ہوتا ہے۔ یہ کیسی ہنسی والی بات ہے۔ لیکن کیا تم نے کبھی اپنے نفس پر بھی غور کیا

ہے۔ ہم کہتے تو یہ ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر ہم زندہ ہو گئے اور ایک غیر مسلم ہمارے برابر نہیں ہو سکتا۔ لیکن کیا ہم اخلاق میں بھی اس سے بڑھ کر ہیں۔ اگر ہم اخلاق میں اس سے بڑھ کر نہیں تو پھر ہم بھی مردہ ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے ہمارے دشمن میں

قربانی کا احساس

زیادہ پایا جاتا ہو۔ اسے وقت کو صحیح طور پر استعمال کرنے کی عادت ہو۔ وہ آپس کے معاملات کو ہم سے زیادہ اچھی طرح سے طے کر سکتا ہو۔ اس میں دیانت و امانت ہم سے زیادہ پائی جاتی ہو۔ لیکن زندہ ہم ہوں اور وہ مُردہ۔ اگر تمہاری صحبت دنیا تلاش نہیں کرتی۔ اگر تمہارے پاس بیٹھنے کو وہ قیمت قرار نہیں دیتی لوگ تمہاری دوستی کو خدا تعالیٰ کا ایک فضل قرار نہیں دیتے۔ تو تم زندہ کیونکر ہو۔ اور تمہارا دشمن مُردہ کیونکر ہے۔ ہاں اگر تمہارے اخلاق فاضلہ تمہیں

ایک نمایاں حیثیت

دے دیتے ہیں۔ اگر تمہیں دیکھنے والا یہ محسوس کرتا ہے کہ تم میں اور تمہارے غیر میں بڑا بھاری فرق ہے۔ اگر تمہیں اس کے ہمسائے کے پاس کھڑا کر دیا جائے۔ اور پھر اس سے پوچھا جائے کہ کیا تم ان دونوں کو برابر سمجھتے ہو۔ تو وہ بے ساختہ کہہ دے کہ یہ ہو کیسے سکتا ہے۔ دوسروں کی اس کے سامنے حیثیت ہی کیا ہے۔ ان کے اخلاق کہاں اور ان کے اخلاق کہاں۔ تو پھر بیشک تمہارا دعوے صحیح ہو سکتا ہے کہ ہم زندہ ہیں۔ اور مردہ زندہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر ایسا نہیں تو پھر

دو باتوں میں سے ایک ضرور ہوگی

یا تو وہ سلسلہ جس میں تم داخل ہوئے ہو۔ نعوذ باللہ جھوٹا ہے اور تمہارا یہ دعوے غلط ہے کہ وہ سلسلہ تمہیں زندگی دیتا ہے۔ اور یا وہ سلسلہ تو سچا ہے۔ لیکن تم جھوٹے ہو۔ کیونکہ تم میں وہ آثار نہیں پائے جاتے جو ایک زندہ میں پائے جانے چاہئیں۔

پس اس معیار کو سامنے رکھو کہ تم اپنے ارد گرد کے لوگوں کو دیکھو اور پھر معلوم کرو کہ کیا تم میں اور ان میں کوئی فرق پایا جاتا ہے کیا تم میں ان سے زیادہ صداقت پائی جاتی ہے۔ کیا تم میں ان سے زیادہ محنت پائی جاتی ہے۔ کیا تم ان سے زیادہ وقت کی قدر کرتے ہو۔ کیا تم ان سے زیادہ دیانتدار ہو۔ کیا تم میں ان سے زیادہ رحم پایا جاتا ہے۔ کیا تم ان سے زیادہ امین ہو۔ کیا تم ان سے زیادہ کریم ہو۔ کیا تم ان سے زیادہ عقلمند اور فہیم ہو۔ کیا تم ان سے زیادہ دور اندیش ہو۔

اگر تمہیں جواب ملے

کو دل۔ ہاں ہاں۔ تو سمجھ لو کہ تم جس جگہ بھی ہو گے زندہ ہو اور بیچ طور پر زندہ ہو تم دریا سے باہر رہ کر گیلے ہونے کا دعویٰ نہیں کر رہے۔ تم ابھی پانی میں غوطہ لگا کر باہر آئے ہو۔ لیکن اگر ایسا نہیں تو تمہارا یہ دعویٰ افیونیوں کی طرح ہو گا جو رات پر بیٹھ کر خیال کر لیتے ہیں کہ ان کا جسم گیلا ہے اگر تم سچ سچ پانی میں گھس جاتے ہو تو وہ ضرور تمہیں گیلا کرے گا۔ لیکن اگر ایسا نہیں اور تمہیں اس کا جواب نفی میں ملتا ہے تو

تمہیں سوچنا چاہیئے

کہ جسے تم نے صداقت سمجھا ہے کیا وہ فریب اور جھوٹ تو نہیں۔ اگر تمہاری عقل کہتی ہے کہ وہ سچ ہے تو تمہیں اپنے نفس کو کہنا چاہیئے کہ اے نفس تو ہی جھوٹا ہے تو نے جو یہ سمجھا تھا کہ میں پانی میں کود پڑا ہوں۔ درست نہیں تو ابھی باہر ہی کھڑا ہے تو نے ابھی

عرفان کے دریا میں

چھلانگ نہیں لگائی۔ اگر تم یہ سوچو تو تم میں کتنی راستی پیدا ہو جائے اگر تم اس نتیجہ پر بھی پہنچ جاؤ کہ زندہ مردہ سے بہرحال بہتر ہوتا ہے۔ تب بھی تمہارا کیریکٹر پہلے سے بہت زیادہ اونچا ہو جائے گا۔ تم پہلے سے زیادہ جدوجہد کے لئے تیار ہو جاؤ گے تم پہلے سے زیادہ محنت کے لئے تیار ہو جاؤ گے اور اپنی حالت کو پہلے سے بہتر بنانے کے لئے کوشش کرو گے۔ اور اگر تم اب نہیں کرو گے تو تم ایسی تاریکی میں پڑ جاؤ گے جس سے نکلنے کا تمہیں کوئی موقعہ نہیں ملے گا۔

(الفضل ۲۶/۹/۶۲)

اظہار تشکر اور درخواست دُعا

گذشتہ دنوں خاکسار مرض سرطان سے سخت بیمار ہو گیا تھا۔ حالت خطرناک ہو گئی تھی۔ احباب جماعت کی طرف سے ہمدردی و پرسان حالی کے خطوط کثرت سے موصول ہوئے اگرچہ محترم مولوی سید فضل محمد صاحب خادم سلسلہ بعض خطوط کے جواب بھیجتے رہے مگر خاکسار بوجہ علالت کسی دوست کی ہمدردی اور دعاؤں کا شکریہ ادا کرنے سے معذور رہا۔ لہٰذا اخبار بدر کے ذریعہ ان سب دوستوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ پاک نے محض اپنے فضل و کرم سے اور آپ کی دعاؤں سے خاکسار کو دوبارہ زندگی عطا فرمائی ڈاکٹری اور یونانی علاج سے زخم ایک حالت میں کما حقہٗ نہ جاتی رہی ہو کر اپنا تجربہ شدہ علاج کیا جس سے الحمدللہ کثرت سے خون اور مواد نکل کر اب زخم مندمل ہو گیا ہے احباب جماعت سے مزید دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ پاک بقیہ زندگی نیکی تقویٰ اور خدمت دین میں ۴۲ ۴۲ گزارے اور خاتمہ بالخیر کرے آمین ثم آمین۔ دعاؤں کا محتاج خادم سید غلام احمد احمدی عفا اللہ عنہ سیکرٹری امور عامہ و خارجہ جماعت احمدیہ سونگھڑہ کٹک۔

گلدستہ جس کے چند پھول مرجھا گئے

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی درویش قادیان

(قسط ۱۷)

— (۱۱) —

وقت کی تیز آندھیاں جب عمر کے سر پر سے متواتر گذرتی دنوں کو ہفتوں، ہفتوں اور سالوں میں تبدیل کرتی چلی جاتی ہیں۔ اور ہم اپنی زندگی کی مصروفیات اور معیشت کی تنگ و دو میں اپنی عمر کے درش پر آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ تو ہمارا ماضی اپنی تلخیوں اور مسرتوں سمیت ہماری نظروں سے روپوش ہوتا ہوا ہماری یادوں کی گرفت سے بھی نکلتا چلا جاتا ہے۔ اور ایک وقت آتا ہے کہ ہمارا رہوار تخیل بھی ان گریز پا لمحات تک نہیں پہنچ پاتا۔

پھر نسیان کا مرض بھی ہمارے لئے رحمت کا موجب بن جاتا ہے۔ اور ہم اپنے ماضی کی تلخیوں کو اپنی لوح دماغ سے بتدریج کرمٹا دینے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اور اگر نسیان کا مرض نہ ہوتا تو آج دنیا کی آبادی کا ایک بڑا حصہ پاگل پن کا شکار ہوتا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ حادثات کو بھول نہیں سکتے وہ اپنے حواس کھو بیٹھتے ہیں

کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم درویش اپنے اعزہ و اقرباء سے جدا رہ کر اپنے جذبات محبت اور حسیات الفت سے عاری ہو چکے ہیں۔ نہیں، بلکہ ہم نے ایک الگ دنیا بسائی ہوئی ہے اور ہماری درویش برادری ہی ہمارے لئے سب کچھ ہے۔ اسی چھوٹی سی دنیا میں ہمیں یہ ساری نعمتیں میسر ہیں۔ ہم ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی خوشیوں میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ ہمیں ایک ایسی برادری میسر ہے۔ جس کی مثال دنیا میں بہت کم ملے گی۔ بلکہ نسل۔ خونی اور کنفوی برادری اس کے مقابلہ میں کوئی چیز ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہماری برادری کے کسی رکن کو کوئی صدمہ اور حادثہ پیش آتا ہے تو ہم سب اسے یکساں محسوس کرتے ہیں۔

تاہم وقت جیسے بڑا مرہم ہے۔ اور یہ آہستہ آہستہ زخموں کو مندمل کر دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو زندگی کربناک ہو جاتی۔ اگر نسیان ہمیں لاحق نہ ہوتا تو ہماری یاد میں ایک مستقل درد بن جاتیں۔ اور اگر ماضی ہماری چشم تصور کی گرفت سے آزاد نہ ہوتا تو ہمارا سکون بہ اوقات متاثر رہتے۔

اسی قسم کے بعض حادثات ہماری درویش برادری کو بھی پیش آتے رہے کہ ہمارے اعضاء جوارح کا حکم رکھنے والے ہمارے بھائی کارکنان قضاء و قدر نے ہم سے چھین ...۔ اور دل حزن و ملال سے بھر گئے اور آنسوؤں کی جھڑیاں لگ لگ گئیں۔

اور اگر وقت زخموں کے لئے مرہم نہ بنتا تو آج بھی ہمارے وہ زخم سرسبز ہوتے جو ہمارے دلوں پر ہمارے محترم بزرگ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کی اچانک وفات نے گذشتہ سال لگائے تھے۔ اور ہماری درویش برادری نے محسوس کیا تھا کہ اس عمارت کا ایک ستون گر گیا ہے۔ جس میں ہم چودہ سال سے مکین تھے۔ کوئی دل ایسا نہ تھا جو رہین غم نہ تھا اور کوئی آنکھ نہ تھی جو پرنم نہ تھی۔

حضرت بھائی جی رضی اللہ عنہ اس گلدستہ کا ایک پھول نہ تھے، بلکہ بجائے خود ایک گلدستہ تھے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک گلستان تھے۔ ایسا گلستان جو خزاں ناآشنا ہو۔ جو سدا بہار ہو۔ اور جس میں سے ہزاروں پھول چن کر سینکڑوں گلدستے تیار کئے جا سکتے ہوں۔ ایسے گلدستے جو اپنے طلسم رنگ و بو سے مشام جاں کو معطر کرتے ہوں۔

میں کوئی سوانح نگاری نہیں کر رہا۔ اور نہ ہی میرا موضوع سیرۃ ہے۔ بلکہ میرا قلم تو درویش برادری کے ان محترم اراکین کی یاد میں چند آنسو حوالۂ قرطاس کر رہا ہے۔ جو اب ہم میں موجود نہیں ہیں اور جن کے ہیولے حافظے کے پردے پر کبھی کبھی اچانک آ کر یادوں میں ایک المناک ارتعاش پیدا کر جاتے ہیں۔ اور ہم منہم من قضی نحبہ کی خوش بختی پر رشک کرنے لگتے ہیں۔ اور منہم من ینتظر کی کشتی سلامت کنارے پر لگنے کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

حضرت بھائی جی اپنی ذات میں ایک شگفتہ چمن تھے۔ اور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک مقدس یادگار تھے۔ مامور زمانہ کا صحابی ہونا ایک بہت بڑا شرف ہے جو روحانی دنیا میں ہمیشہ عزت اور احترام کی نظروں سے دیکھا گیا اور دیکھا جاتا رہے گا۔ لیکن آپ کو ایک اور بہت بڑا شرف حاصل تھا کہ آپ نے ایک لمبا عرصہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں رہ کر گذارا اور سفر و حضر میں حضور کی معیت میں رہ کر بے شمار برکتیں حاصل کیں اور اس کی چمک دمک نہ صرف قائم رہی بلکہ ہم جیسے کمزوروں کے لئے مشعل راہ رہی

اپنا اپنا ذوق ہوتا ہے اور اپنی اپنی نظر۔ مجھے حضرت بھائی جی کی زندگی میں جو چیز سب سے زیادہ عجیب نظر آتی اور جس چیز نے مجھے ایک روحانی رفعت عطا بخشا وہ یہ ہے کہ آپ جس وقت پہلی بار قادیان تشریف لائے آپ کی عمر پندرہ سولہ سال کی تھی۔ یہ وہ عمر ہوتی ہے جب انسان طبعاً گم گوش ہوتا ہے (جوانی کی اُمنگیں اپنے شباب پر ہوتی ہیں۔ اور مستقبل کے سلے خواہشات و عزائم کا ایک لامتناہی سلسلہ خیالات و جذبات کے سمندر میں موجزن ہوتا ہے۔ اور انسان گویا خیالی پر لگا کر فضاؤں میں پرواز کرتا ہے۔ یہ وہ عمر ہوتی ہے کہ توسن شباب بے لگام ہوتا ہے اور مختلف قسم کی بیشمار لغزشیں اس کی مخمور آنکھوں کے سامنے ہم رنگ زمین دام بچھاتی ہیں۔

پھر اگر کوئی نوجوان ایسا ہو جس نے اسلامی ماحول میں پرورش پائی ہو۔ اور اس کے تمام متعلقین مذہب کے سختی سے پابند ہوں اور وہ نیکی کی طرف مائل ہو جائے تو جائے تعجب نہیں۔ لیکن یہاں معاملہ بڑا ہی عجیب و غریب ہے۔ ایک ایسا نوجوان جس کا کنبہ غیر مسلم ہے۔ اسلام کی شمع سے بھی روشنی کے گھر سے نکلتا ہے۔ پھر بدری کی سلاسل کو توڑ کر ماتا پتا مادری کی کشش سے دامن بچا کر اپنے بھائیوں اور بہنوں کی محبت کو قربانگاہ عشق حقیقی پر قربان کر کے اپنوں اور بیگانوں کی نظروں سے بچتا ہوا اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا رواں دواں ہے۔ کوہ سیما برنگ قادیان اس کی منزل گاہ ہے اور وہ اُفتاں و خیزاں وہاں پہنچتا ہے جہاں دور سے لمعات نور آسمانی کی لرزاں جھلک اس کی فکر و نظر کو خیرہ کر رہی تھی۔ !

مسیں بھیگتی ہوئی۔ شباب کی ڈیوڑھی میں قدم رکھتی ہوئی۔ لیکن شباب کی بلوغی

بزرگ صحبت کے متعلق سے اپنی روحانیت کو اس طرح مشغل کیا کر آخری دم تک ۔۔۔

مسکنوں سے بے خبر تھی۔ ایک سعید روح جس نے تمام دنیوی رشتوں سے منہ موڑ کر آستانۂ الوہیت پر جبہ سائی کے لئے قادیان پہنچی ہے۔ جو قابل رشک بھی ہے اور ایمان افروز بھی۔ اور یوں جہت پر پشیمنہ اپنی فطری سعادت سے فضل خداوندی کو جذب کر کے حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی بنتا ہے۔ اور امور زمانہ کا جلیل القدر صحابی ہونے کا شرف حاصل کرتا ہے۔ اور اس انعام الٰہی کا بڑے عجز و انکسار کے ساتھ یوں اعتراف کرتا ہے۔

"مجھے بھی تو ربّ اللہ کریم نے کفر سے نکال کر دولت ایمان عطا فرمائی اور میری خوش بختی کر اپنے فضل سے یوں چار چاند لگا دیئے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں لا ڈالا اور حقیقت یہ ہے کہ اسلام کو میں نے حضور پر نور ہی کی صحبت میں سیکھا اور یہ اللہ کریم کا فضل تھا کہ اس طرح مجھے رسمی و رسمی اسلام کی بجائے حقیقی اور صحیح اسلام کی نعمت میسر آئی۔"

(مسل وصیت حضرت بھائی جی مرحوم)

ایک سعید روح ہوا اور دل کی گہرائیوں میں آستانۂ الوہیت پر سجدہ ریز ہو گئی کہ تڑپ نے کر امور زمانہ کے قدموں میں آ پہنچی ہو۔ تو اس کے عبد حقیقی ہونے میں کیا کلام ہے۔ چنانچہ اس کے اسلام قبول کر لینے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک لفظ میں اس کی تصویر کھینچ دی۔ یعنی

"عبدالرحمٰن"

اور اسی طرح رحمٰن کا یہ عبد مسیحائے زمان کے دروازے پر خادم بن کر بیٹھ گیا۔ اور اسی خدمت کا صلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے یہ ملا۔ کہ وہ خود مخدوم بن گیا اور جس راہ سے گذرتا تھا عقیدت مند آنکھیں بچھاتے تھے۔ آپؓ اپنے نام کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"عبدالرحمٰن میرا اسلامی نام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی زبان مبارک سے رکھا ہوا نام ہے۔ جو حضور پر نور نے مسجد مبارک کے وسطی حصہ میں بیٹھے ہوئے ۱۳۱۲ھ میں جمعۃ المقدس کو تجویز فرمایا تھا جبکہ اللہ کریم نے مجھے حضور کے دست مبارک پر نعمت اسلام اور سعادت بیعت سے نوازا اور سرفراز"

فرمایا تھا:

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہو سر قابل کو نوازتا ہے اور خاک نشینوں کو سلاطین عرش کی ہم نشینی بخشتا ہے۔ چنانچہ حضرت بھائی جیؓ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر نوازا کہ آپ کا نام ۳۱۳ صحابہ کرام کی فہرست میں ہے اور ضمیمہ انجام آتھم میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا نام درج فرمایا ہے۔ آپ خود تحریر فرماتے ہیں:۔

"ضمیمہ انجام آتھم میں حضور پر نور نے جو فہرست ۳۱۳ خدام کی شائع فرمائی اس کے ۱۱۱ نمبر پر مجھ ناکارہ کا نام درج ہے۔" (رجوع المذکور)

حضرت بھائی جیؓ کو یہ شرف اور امتیاز بھی حاصل ہے کہ آپؓ نے تیرہ سال کا لمبا عرصہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں اور حضورؑ کی خدمت میں گذارا اور حضورؑ کے سفر و حضر میں ساتھ رہے۔ چنانچہ حضورؑ کے آخری سفر لاہور میں ساتھ تھے۔ اور حضورؑ کے وصال پر غسل اور کفن و دفن میں بھی حصہ لیا۔ اور اس کے بعد اپنی ساری عمر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں گذاری۔

حضرت بھائی جیؓ کی ذات گرامی میں ایک بڑی پیاری، بڑی قابل رشک اور بڑی قابل تقلید بات یہ بھی نظر آتی ہے کہ آپ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام مقدس افراد کے ساتھ بالخصوص بے حد محبت اور عقیدت تھی۔ یوں تو تقسیم ملک سے قبل بھی ہمیں اس چیز کا علم تھا لیکن زمانۂ درویشی میں جب ہم نے بہت ہی قریب سے یہ نظارے دیکھے تو حقیقت یہ ہے کہ خاندان مقدس کے افراد سے محبت کرنا ہمیں بھی آ گیا۔ عجیب نظارہ ہوتا تھا وہ جب حضرت بھائی جیؓ کو حضرت مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ کا سامنا ہو جاتا۔ ہیں دیکھتے ہی چہرے پر ایک سنجیدگی، ایک احترام ایک عقیدت، ایک محبت نمایاں ہو جاتی اور مجسم عجز و انکسار بن کر کھڑے ہو جاتے اور جھک کر دست بوسی کرتے اور جب سر اٹھاتے تو آنکھوں میں نمی کی ایک چمک ہوتی۔

مسیحائے زماں کے در کی دربانی کا ذکر جب وہ بڑی رقت کے ساتھ کانپتی آواز میں کرتے تو آنسو موتیوں کی چلمنوں میں سے جھلکتے رہتے۔ اور سننے والے اور دیکھنے والے سمجھ جاتے کہ آپ کا جسم تو اس وقت ہماری مجلس میں ہے لیکن روح ماضی کی طرف پرواز کر چکی ہے اور مسیحائے زماں کی مجلس و صحبت کو تلاش کر رہی ہے ایسی کا ذکر کرتے ہوئے آپ اپنا ایک مضمون بنام سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان میں تحریر

فرماتے ہیں۔ کہ پہلی بار قادیان آنے سے قبل)

"ان دنوں میں اس خیال میں تھا کہ قادیان جا کر اظہار اسلام کروں گا اور اُن بزرگ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام ناقل) کے سامنے نذر و نیاز پیش کر کے واپس چلا آؤں گا مگر جب اللہ کریم نے اس نورانی چہرہ اور صاحبِ نور نبوت و رسالت کے قدموں میں لا ڈالا۔ صبح کی سیر، شام کا دربار اور ظہر و عصر کی مجلس و صحبت میسر آئی تو وہ پہلا خیال دل سے نکل گیا اور میں دنیا جہان سے بے نیاز ہو کر اسی در کا ہو گیا۔ دھونی رما کر بیٹھا۔ اور خدا نے ایسا فضل فرمایا کہ اس در کی گدائی دنیا جہان کی دولت و ثروت سے ہزار گنا بہتر نظر آئی اور خدا کا فضل ہوا کہ آخر میں اسی در کا ہو گیا۔ یہیں پرورش پائی اور اسی دروازہ سے اسلام سیکھا اور دولت ایمان پائی فالحمدللہ۔"

بہرحال حضرت بھائی جی نے اپنی عمر عزیز کے پینسٹھ سال حقیقتاً اسی در کی دربانی میں گزار دیئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو نوازا اور دین و دنیا میں سرفراز کر دیا۔ اولاد بھی دی اور جائداد بھی۔ اور پھر ایک سعادت یہ بھی بخشی کہ زمانہ درویشی میں بھی قادیان میں رہ کر خدمات سلسلہ بجا لانے کی توفیق آپ کو ملی۔ آپ صدر انجمن احمدیہ، صدر انجمن تحریک جدید اور مجلس کارپرداز مصالح قبرستان بہشتی مقبرہ کے ممبر کی حیثیت سے اپنے مفید اور بزرگانہ مشوروں سے ان مجالس کو مستفید فرماتے رہے۔

حضرت بھائی جیؓ کی ذات گرامی سے ہم تمام درویشوں کو ایک بہت بڑا فائدہ یہ پہنچا کہ ذکر حبیب کی مجلس جمی رہتی تھیں اور ذکر حبیب ہو اور ذاکر حضرت بھائی جیؓ ہوں تو وہ تذکرہ کتنا روحانیت افروز ہوتا ہوگا۔ اس کی کیفیت وہی لوگ جانتے ہیں جنہوں نے ایسے تذکرے سنے ہیں۔ اور پھر عجیب بات ہے کہ حضرت بھائی جی باوجود بتقاضائے عمر بانوے برس کی بعض باتیں بھول جاتے تھے۔ لیکن زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں آپ کو خوب یاد ہوتی تھیں گویا یہ چیز ان کی جزو زندگی بن گئی تھی۔

ایسے تذکروں میں ایک خاص بات یہ تھی کہ مسجد حضرت بھائی جی مسجد

مبارک کے اندر بیٹھے کوئی ذکر فرما رہے ہیں اور ذکر بیت الدعا سے یا کمرہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے تعلق رکھتا ہے تو وہ بے اختیار اٹھ کھڑے ہوتے اور سننے والوں کو اپنے ساتھ لے جا کر وہ مقام دکھاتے رہیں وہ وقت ہوتا تھا کہ حضرت بھائی جی کا چہرہ ایک خاص کیفیت کا حامل ہوتا تھا۔ رندھا ہوا گلا، رقیق آواز اور ٹپک ٹپک کر آنسو ڑں کو روکتے ہوئے جب آپ فرماتے "بس یہی جگہ تھی" تو سامعین بھی ایک لمحہ کے لئے تصور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سجی ہوئی محفل دیکھ لیتے۔

لیکن اسی پر بس نہ تھی۔ میں سمجھتا ہوں قادیان کا شاید ہی کوئی درویش ایسا ہوگا جسے آپ نے تمام مقامات مقدسہ ساتھ جا کر اتنی پوری کیفیت کے ساتھ نہ دکھائے ہوں۔ زمانۂ درویشی میں ایک لمبے عرصہ تک آپؓ کا قیام حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے کمرہ متصل بیت الدعا میں رہا۔ اور ہم سب درویش وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ذکر حبیب سننے یا دعا کے لئے عرض کرتے۔

ایک اور بات جو آپؓ سے خاص تھی وہ یہ تھی کہ تقسیم ملک سے قبل بھی اور بعد میں زمانہ درویشی میں بھی آپ نے نمازیں بیشتر و اکثر طور پر مسجد مبارک میں ادا کیں۔ اور وہ خاص بات یہ تھی کہ آپ مسجد مبارک کے پرانے حصہ میں بیٹھتے اور وہیں نماز ادا فرماتے۔ گویا آپ تقاضائے عشق و محبت کے تحت مسجد مبارک کا وہ حصہ بیٹھنے اور نماز پڑھنے کے لئے منتخب کرتے۔ جہاں مسیحائے زماں نے نمازیں ادا فرمائیں۔ اور مقدس مجالس جمتی رہیں۔

لیکن محبت بھی عجیب چیز ہے جو نئے راستوں کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور اپنے معمول کو سکھاتی ہے کہ یہ بھی ایک طریق ہے۔ عشق مجازی میں بھی یہ مشہور عام ہے کہ محبوب جن راستوں پر سے کبھی گذرا ہو محب وہاں نقش قدم تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور خاک راہ کو سرمۂ چشم بناتے ہیں۔ لیکن یہاں تو عشق حقیقی کار فرما تھا اور عشق بھی اللہ تعالیٰ سے اور مسیحائے زماں سے۔ زمانہ درویشی میں جب داغ ہجرت نے دونوں پر چرکے لگائے اور خاندان مقدس کے افراد ہجرت فرما گئے۔ تو رمز کی بات جاننے والے جان سکتے ہیں کہ حضرت بھائی جی نے ایک طرف یہ غم غلط کرنے کے لئے اور دوسری طرف اپنے محبوب مطاع کے سفر آخرت کے نقوش قدم تلاش کرنے کے لئے "جنازہ گاہ" کا رخ کیا۔

"جنازہ گاہ" کیا ہے۔ محبت و عمل کی ایک یادگار ہے۔ محبت کا ایک سبق اور عمل کی ایک آواز ہے اس کا نقشہ کس طرح کھینچوں کہ دامانِ قلم تہی ہے! ایک

ستر سالہ سفید ریش بزرگ جوانانہ ہر صبح کچھ ہتھیاروں سے لیس ہو کر دارالمسیح سے نکلتے اور لمبا عصا ٹیکتے ہوئے دھیمے دھیمے قدم اٹھاتا باغ بہشتی مقبرہ میں پہنچتے اور گھنٹوں کام میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ ہتھیار کیا تھے۔ ایک بالٹی۔ ایک کھرپا۔ ایک جھاڑو۔ اپنی پیری۔ اور عزم جواں۔

ستر بہتر سال عمر ہو اور پیری کا بوجھ کمر کو متاثر کر رہا ہو۔ تو آخر وہ کیا چیز ہو سکتی ہے جو عزائم کو جوانی اور توانائی بخشے؟ وہ صرف عشق ہے اور عشق ہی وہ ناقابل شکست جذبہ ہے جو ایسے کام کرا جاتا ہے کہ عقل کی قوت رسائی کے وہاں پر جل جاتے ہیں۔ حضرت بھائی جی اس وقت پورے ستر سال کے تھے جب انہوں نے جنازہ گاہ کو تشکیل دینی شروع کی۔ اپنے بوڑھے ہاتھوں سے کھرپا چلا کر صفائی کرتے جھاڑو دیتے اور بالٹی میں مٹی وغیرہ ڈال کر بھرتی ڈالتے۔ اور علی الصبح کام شروع کر کے ظہر کے وقت ختم کرتے۔ اور اس طرح اپنے مقصود محبت کو اس جنازہ گاہ میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضور کا جسد اطہر لاہور سے لا کر رکھا گیا تھا۔ تھپکیاں دے دے کر بہلاتے۔ وہ وہ جذبہ عشق تھا جسے ہم یوں بھی بیان کر سکتے ہیں۔ کہ آپ کے دل میں ایک تڑپ تھی۔ ایک کسک تھی۔ اور ایک ٹیس رہ رہ کر اٹھتی تھی۔ کہ کب وہ وقت آئے کہ وہ بھی اسی راہ سے گزریں جس سے آپ کا محبوب ۔۔ لاکھوں انسانوں کا محبوب امام اور آنے والے زمانے کے اربوں انسانوں کا محبوب پیشوا اپنے وصال کے بعد گزرا تھا۔ اور ایک غلام کی حیثیت سے اپنے آقا حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ کی محبت کی شمع لاکھوں دلوں میں پھر سے روشن کر گیا تھا!

بہرحال بہشتی مقبرہ کی چار دیواری کے اندر ایک گول دائرہ کی شکل میں بنی ہوئی جنازہ گاہ حضرت بھائی جی کے عزم، جواں ہمتی اور محبت و عمل کی ایک یادگار ہے۔ جو اب مستقل صورت میں موجود ہے اور انشاء اللہ تاریخ احمدیت میں اسے ایک اہمیت حاصل رہے گی۔ کیونکہ یہ صرف جنازہ گاہ ہی نہیں ہے بلکہ ایک نشان ہے اس تمثیلی منزل کا جسے خلافت کی سرحدی میں قطع کیا جا سکتا ہے۔ اسی گول دائرے کے اندر جہاں یہ نشاندہی حضرت بھائی جی نے کر دی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جسد اطہر فلاں جگہ رکھا گیا تھا وہاں آج تک جو درخت سایہ فشاں ہے لگا کر یہ نشاندہی بھی کر دی ہے کہ خلافت اولیٰ کی بیعت فلاں جگہ ہوئی تھی۔ گویا اسی دائرہ کے اندر وہ مقام ہے جہاں نبوت، خلافت سے معانقہ کر کے رخصت ہو رہی ہے اور جماعت کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں دے کر رخصت ہو رہی ہے۔ نبوت اور خلافت کی یہ یکجائی بھی بڑا عجیب منظر پیش کرتی ہے۔ کاش! یہ منظر ہمارے ان احمدی کہلانے والے بھائیوں کو بھی یاد ہو۔ جو بعض غلط فہمیوں کا شکار ہو کر ہم سے بچھڑ گئے۔ اور ہم سے بچھڑ جاتے تو کوئی بات نہ تھی۔ وہ اپنے مرکز سے دور ہو گئے۔ اے کاش! وہ لوٹ آئیں کہ ابھی شام نہیں ہوئی۔ وہ ہیں کچھ بھی کہیں۔ لیکن ہم ایک محبت کے ساتھ ان کا انتظار کر رہے ہیں۔ کیونکہ

آخر کنند دعوائے حب پیمبرم

ہمارے یہ واجب الاحترام بزرگ حضرت بھائی جی ۱۹ دسمبر ۱۹۶۲ء میں جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے لئے پاکستان تشریف لے گئے۔ اور جلسہ ربوہ کے بعد کراچی جاتے ہوئے بحالت سفر ٹرین میں ہی وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وفات اور آپ کی نعش کے قادیان لائے جانے کے ایمان افروز حالات بدر ۲۱؍۱ میں بڑی تفصیل کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں لیکن یہاں میں پھر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کا جذبۂ عشق و وفا ہی تھا جو نہایت غیر معمولی اور مایوس کن حالات میں آپ کی نعش کو قادیان پہنچانے کا باعث ہوا۔ اور پھر عشق کی کامرانی دیکھئے کہ وہ نعش لاہور سے ہوتی ہوئی قریباً انہی راستوں سے گذر کر قادیان پہنچی (بالخصوص بٹالہ سے قادیان تک) جن راستوں سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا جسد اطہر لایا گیا تھا۔ ۶ر جنوری ۱۹۶۱ء کو جب آپ کی وفات کی المناک اطلاع تار کے ذریعے قادیان پہنچی تو یہاں کا ہر شخص ایک طرف افسوس اور غم میں ڈوب گیا اور دوسری طرف یہ صدمہ بہت بھاری محسوس ہو رہا تھا کہ ہمارے بھائی جی اپنی ساری عمر قادیان کی خدمت میں گزار کر ایک دوسرے ملک میں فوت ہوئے جہاں سے اب نعش کے لائے جانے کا بظاہر جلد کوئی امکان نہیں۔

لیکن جب اگلے روز یہ اطلاع پہنچی کہ بھائی جی کی نعش لائی جا رہی ہے تو ہمارا یہ صدمہ کم ہو گیا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ فضل کیا کہ نعش ٹرک کے ذریعہ رات کے قریباً ۹ بجے قادیان پہنچ گئی۔ اور اگلے روز اسی جنازہ گاہ میں نماز جنازہ ادا کر کے حضرت بھائی جی کو بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۳ میں زوجہ مزار مبارک کی چار دیواری سے متصل جانب غرب سپرد خاک کر دیا گیا۔

جب آپ کا تابوت قبر میں اتارا جا رہا تھا تو وہ منظر بھی بڑا عجیب تھا ہر درویش ہچکیاں لے لے کر رو رہا تھا اور آپ کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا بھی کر رہا تھا۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ قادیان کے تمام درویشوں کا کوئی سا بہت قریبی عزیز فوت ہو گیا ہے۔ اور یہ بات تھی بھی ٹھیک کیونکہ آپ تمام درویشوں کے بزرگ ہی نہ تھے بلکہ سب کے خیر خواہ اور ہمدرد بھی تھے۔ یہی وہ الوداعی منظر تھا۔ یہی وہ آنسوؤں کی لڑیاں تھیں۔ یہی وہ عقیدت و محبت کے پھول تھے جنہیں دیکھ کر حضرت بھائی جی کے بڑے فرزند محترم عبد القادر صاحب نے فرمایا تھا کہ

آج درویشوں نے ہمارے ابا جی کی تدفین کے موقعہ پر محبت کا جو اظہار آنسوؤں کی زبان میں کیا ہے اس سے ہمارا صدمہ بہت کم ہو گیا ہے۔ اور ہم ۲

۲۔ بلے ... کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچے
ہیں کہ وہ ذہنی برادری ایک انمٹی یادگاری ہے!

اللہ تعالیٰ نے حضرت بھائی جی کے درجات کو بلند فرمائے اور ہم سب کو انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ہر ذرّہ آفتاب بنا جا رہا ہے آج

(از مکرم سید منور علی صاحب ہومیو ڈسپنسری ڈاکٹر علی پور کھیڑہ (یوپی))

ہر سنگِ آستاں پہ جھکایا جا رہا ہے آج
رازِ نیازِ عشق کہے جا رہا ہے آج
محوِ جمالِ حسن ہوں حسینِ نظر بھی ہے
ہر داغِ دل کا چاند بنا جا رہا ہے آج
اللہ رے کرم یہ تری ضو فشانیاں
ہر ذرّہ آفتاب بنا جا رہا ہے آج
ہر وہم اب تو پا کے حقیقت سے روشنی!
حرفِ غلط بنا ہے مٹا جا رہا ہے آج
ساقی ترا کرم یہ تری گرم جوشیاں
نظریں ملا کے جام دیا جا رہا ہے آج
امیدیں جی اٹھی ہیں پا کر شعاعِ حسن
دیوانۂ حیات بنا جا رہا ہے آج
ہر ملک کی زبان میں تراجم کئے گئے
ہر قوم میں قرآن پڑھا جا رہا ہے آج
تفسیر اور توضیح تو قرآں کی تھی بہت
اک نسخۂ قرآن لکھا جا رہا ہے آج
وہ رنگ جما اسلام کا یہ سعیٔ احمدی
کہ معترض ہر عنبر ہوا جا رہا ہے آج
تنویر یوں ہوئی ہے خلافت سے دین کی
دیکھو کہ پرچمِ اسلام اُڑا جا رہا ہے آج
سیلاب ہو کہ جنگیں ہوں نہ گھبرا دیکھ کر
پردہ وہ سامنے سے اٹھا جا رہا ہے آج

امتحان میں کامیابی

میری بھانجی عزیزہ بشریٰ سلطانہ بنت چوہدری نذیر احمد صاحب احمد پور شرقیہ بہاولپور نے امسال امتحان میٹرک میں اعلیٰ نمبروں پر کامیاب ہو کر وظیفہ حاصل کیا ہے نیز میری چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ اختر فردوس صاحبہ امتحان بی۔ اے میں کامیاب ہوئی ہے احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ دونوں کی کامیابی کو تمام خاندان کے لئے بابرکت کرے۔ آمین۔

خاکسار ۔ ایم محمد حنیف صاحب قادیانی ایڈیٹر بدر

ولادت

چوہدری غلام ربانی صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ کے ہاں مورخہ ۲۰ ستمبر کو لڑکی تولد ہوئی عزیزہ کا نام بشریٰ ربانی تجویز کیا گیا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو نیک صالحہ بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین کا موجب ہو۔ آمین۔

ٹانگانیکا (مشرقی افریقہ) میں کامیاب تبلیغ اسلام

خلاصہ رپورٹ احمدیہ مسلم مشن ٹبورا ٹانگانیکا بابت ماہ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۶۱ء

۲۹ افراد کی بیعت ـ جشن آزادی میں شمولیت ـ ملک کی تعلیمی اور سماجی بہبود میں نمایاں حصہ

(از مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن ٹبورا ٹانگانیکا)

بفضلہ تعالیٰ عرصہ زیر رپورٹ میں ہمارے حلقہ میں خدام سلسلہ عالیہ احمدیہ کو جو کام کرنے کی توفیق نصیب ہوئی اُس کا خلاصہ درخواست دعا کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

تعلیم و تربیت ہفتہ میں چھ دن مسجد الفضل ٹبورا میں نماز فجر کے بعد یہ عاجز سواحیلی زبان میں درس قرآن کریم دیتا رہا۔ نماز مغرب کے بعد سواحیلی زبان میں "حیات طیبہ" سے درس دیتا رہا۔

شہر کے بالغ نوجوانوں اور بوڑھوں کو جن میں مسلمان اور عیسائی شامل تھے نماز عشاء کے بعد روزانہ ایک گھنٹہ انگریزی پڑھاتا رہا۔ چند مسلمان نوجوانوں کو بائیبل سے ضروری نوٹ لکھائے۔ خطبات جمعہ میں مختلف رنگوں میں جماعت کو بیدار اور قربانیوں کے لئے تیار کرتا رہا۔

لجنہ اماء اللہ کی ممبرات بڑی باقاعدگی سے کام کرتی رہیں۔ ان کے ہفتہ وار اجلاس باقاعدہ ہوتے رہے۔ ایک جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد ان کا اجلاس ہوتا اور دوسرے جمعہ کو یعنی ہر پندرہ دن بعد عاجز لجنہ اماء اللہ کے لئے سواحیلی اور اردو زبانوں میں درس قرآن کریم دیتا رہا۔

تنظیم جماعت احمدیہ رلوہ بیگالے کی مستورات کا اجلاس بلا کر انہیں لجنہ اماء اللہ کی اہمیت بتائی اور باقاعدہ الیکشن کرا کے ان کی لجنہ اماء اللہ قائم کی۔ یہ جگہ ٹبورا سے ... میل جانب جنوب ہے یہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری مخلص جماعت ہے اور مستورات میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے

زائرین اور مہمان نوازی خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی اور غیر احمدی مقامی اور باہر سے آنے والے زائرین تشریف لاتے رہے۔ مناسب موقع مہمانوں کے طعام و قیام کا انتظام کیا جاتا رہا۔ زائرین کی لٹریچر اور پیغام مسیح پاک علیہ السلام سے بھی خدمت کی جاتی اور احمدی مہمانوں کو ضروری ہدایات اور تبلیغی لٹریچر دے کر ان کے علاقوں کی طرف بھیجا جاتا رہا۔

ان معزز مہمانوں میں احمدی چیف مکرم جناب محمد کلوفیا صاحب اور زیر تبلیغ عیسائی چیف LULENGELULE صاحب۔ چیف محمد کلوفیا صاحب کے لڑکے عزیزم حسین محمد کلوفیا صاحب عزیزم ایوب محمد کلوفیا صاحب ـ مدانزا کے معلم جمعہ عبدی صاحب اور جماعت احمدیہ بکوبا کے پریذیڈنٹ جناب معلم مفازا جمعہ صاحب قابل ذکر ہیں۔

شیخ مبارک علی سلطان بخش (مغفرہ غلام نبی) کی وفات اس عاجز کے خسر اور مکرم جناب حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت قادیان دارالامان کے ماموں جو کہ مکرم جناب حاجی نعیم الحق خان صاحب مبلغ مغربی افریقہ کے بھی ماموں تھے عرصہ سے دمہ سے بیمار چلے آرہے تھے اور ٹبورا کی آب و ہوا موافق ہونے اور میرے پاس زیادہ آرام محسوس کرنے کے باعث میرے پاس ہی تھے اور مکرم جناب ڈاکٹر محمود احمد صاحب ظفر کے جنہوں نے اُن کا بڑی ہمدردی اور محنت کے ساتھ علاج کیا زیر علاج تھے۔ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۶۱ء کو ان کی طبیعت اچانک زیادہ خراب ہو جانے پر ڈاکٹر صاحب کو فوراً بلایا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے فوراً انہیں ہسپتال لے جانے اور آکسیجن دینے کا مشورہ دیا۔ فوراً آپ کو اپنے ہمزلف مکرم جناب محمد اشرف خان صاحب کی مدد سے جو کہ اتفاقاً آخری وقت پر ہزار ڈیڑھ ہزار میل کا سفر طے کر کے پہنچے تھے ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں آپ چند گھنٹے آکسیجن لینے کے بعد وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی عمر قریباً ٨٠ برس تھی۔ جب سے بسلسلہ تجارت اپنے وطن سے ٹانگانیکا تشریف لائے۔ پھر وطن کو لوٹنے کا موقع نہ ملا تھا۔ تا آنکہ اپنے اصل وطن عالم آخرت کی طرف رحلت فرما گئے۔ آپ صحابی نہ تھے موصی تھے۔ لیکن اپنے بچپن کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قادیان میں اور اپنے گاؤں میں زیارت کا شرف حاصل کر چکے تھے۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ـ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مبلغین سلسلہ کے ساتھ انہیں بے حد محبت تھی۔ اور تبلیغ کا بے حد جوش رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور اُن کی اولاد کو اور ہمیں بھی اُن کی نیکیوں کا وارث بنائے۔ آمین۔

۳۱ر اکتوبر ۱۹۶۱ء کو قریباً چار بجے عصر کے وقت آپ نے وفات پائی۔ اور یکم نومبر ۱۹۶۱ء بوقت ۴½ بجے بعد دوپہر ہسپتال سے جنازہ لاری پر اُٹھایا گیا۔ جنازہ کے ساتھ شہر کے بہت سے غیر از جماعت مسلم اور غیر مسلم دوست اپنی اپنی کاروں پر شامل ہوئے۔ ایک غیر از جماعت دوست نے اپنی بس اُن دوستوں کو قبرستان لے جانے کے لئے پیش کی کہ جن کے پاس کوئی سواری نہ تھی۔ تمام احمدی دوستوں نے ہمارے ساتھ نہایت ہمدردی کا سلوک کیا۔ چوہدری تیمور احمد صاحب نے ٹرانسپورٹ مہیا کی۔ جزاہ اللہ خیراً۔ ۵ بجے نماز جنازہ ادا کی گئی اور مرحوم کو سپرد خاک کر کے اجتماعی دعا کے بعد سب دوست گھروں کو لوٹے۔

خدمت خلق ایک افریقن مریضہ کی حالت بہت خراب تھی ہسپتال والوں نے بھی اس کی شفا یابی سے مایوسی کے باعث اسے ہسپتال سے نکال دیا تھا۔ اس کی حالت ایسی تھی کہ اس کا خاوند بالکل بے بس تھا۔ اس کی امداد کے سلسلہ میں ڈسٹرکٹ میڈیکل افسر صاحب سے ملا۔ اور ٹیکسی کا کرایہ مریضہ اور اس کے خاوند کو ضروری ادویہ کے ساتھ ان کے گھر پہنچایا۔

ایک افریقن دیوانہ لڑکی جو ٹبورا شہر میں بے پتہ گھومتی رہتی تھی۔ اس کے رشتہ دار اور متعلقین تنگ آکر اس کے علاج معالجہ میں دلچسپی نہ لیتے تھے اس کی دیکھ بھال اور پاگل خانہ میں بھیجنے کے سلسلہ میں عاجز ڈسٹرکٹ افسر صاحب کمشنر یعنی افریقن مجسٹریٹ اور ضلع کے پولیس افسر صاحب کو ملا اور اُسے ڈوڈومہ پاگل خانے میں بھجوایا۔

مضمون نویسی مشرقی افریقہ میں ٹرنال کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر اس خطرناک مرض کے متعلق انگریزی زبان میں ایک مضمون لکھ کر اخبار ایسٹ افریقن ٹائمز میں اشاعت کے لئے بھجوایا۔ جو کہ ہمارے انگریزی اخبار نے شائع کیا۔

اخبار الفضل میں اشاعت کے لئے اپریل تا جون ۱۹۶۱ء کی احمدیہ مسلم مشن ٹبورا کی رپورٹ لکھی۔

مشہور روزنامہ ٹانگانیکا سٹینڈرڈ کے لئے اور اپنے مشن کے اخبار ایسٹ افریقن ٹائمز میں اشاعت کے لئے ٹبورا میں جشن آزادی میں جماعت احمدیہ کے حصہ پر رپورٹ لکھی جو دونوں اخباروں میں شائع ہوئی۔

ہفت روزہ "ایشیا" لاہور مورخہ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۶۱ء میں کسی محمد ثانی حسنی صاحب کے قلم سے "مشرقی افریقہ میں اسلام غالب آرہا ہے" کے زیر عنوان ایک مضمون کا حصہ جو مجلہ اسلامی لکھنؤ سے نقل کیا گیا تھا۔ الفضل ۱۹ر اکتوبر ۱۹۶۱ء کے اداریہ سے پڑھ کر اس کا جواب حقائق اور واقعات کی روشنی میں لکھا جو کہ اخبار الفضل اور بدر میں شائع ہوا۔

سوشل ۲۴/۱۱/۶۱ کو نماز جمعہ کے بعد جناب معلم محمود عبداللہ صاحب کے خدیجہ بنت موسیٰ بڑا کا صاحب کے ساتھ نکاح کا اعلان کیا اور اُسی دن رخصتانہ وغیرہ کا انتظام کیا۔ معلم محمود عبداللہ صاحب ہمارے مخلص دوست اور مبلغ ہیں۔

۹ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو یوم آزادی تھا اسکے انتظامات کے سلسلہ میں ٹبورا میمبر آف کامرس نے پے در پے کئی اجلاس کئے۔ اور اس عاجز کو بھی شمولیت کی دعوت دی ان کے اجلاسوں میں شامل ہو کر ضروری مشورے دیتا رہا۔

حکومت نے عاجز کو District Independence Celebration Committee کا ممبر نامزد کیا تھا۔ لہذا ضروری انتظامات کے سلسلہ میں کمیٹی کی میٹنگوں میں شامل ہوتا رہا نیز لیگ اور ممبران کے ساتھ مل کر شہر کو آراستہ کرنے کے لئے فنڈ جمع کیا۔

ٹانگانیکا میں عوام کی بہبودی کے لئے نیشنل فنڈ کا قیام کیا گیا ہے۔ جس کے ملک بھر کے لئے صدر آنریبل وزیر قانون جناب الحاج چیف عبداللہ فنڈ کیرا صاحب ہیں۔

سوشل عاجز کو ڈسٹرکٹ نیشنل فنڈ کمیٹی کا بھی ممبر نامزد کیا گیا۔ لہذا عاجز کمیٹی کے دو تین اجلاسوں میں شامل ہوا اور نیشنل فنڈ زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کی سکیم بنانے میں حصہ لیا۔ ۱۸/۱۱/۶۱ ایسٹرن پراونس

ایک عجیب واقعہ

۲۳ مئی ۱۹۶۱ء بروز سوموار یہ ناچیز اپنے ایک ازیز تن بھائی مکرم محمد عبداللہ صاحب کے ساتھ بہبات میں جلیبی کے لئے باہر گیا ہوا تھا۔ چار پانچ بجے بعد دوپہر بھورا سے ۱۲ میل دور مہاسمند کے پاس ہم سڑک پر پیدل بھورا کی طرف آ رہے تھے۔ آبادی نزدیک نہ تھی۔ سڑک کے دونوں طرف گھنا جنگل تھا پیچھے سے بھورا کی بس جلد آنے کی امید نہ تھی۔ ہم دونوں بھائی بھورا کی طرف سرعت کے ساتھ بڑھ رہے تھے۔ ادھر گھنے بادل چھائے ہوئے تھے ہوا زوروں پر تھی نزدیک کوئی مکان دکھائی نہ دیتا تھا کہ جس میں پناہ لیں۔ ہم دعا کرتے اور درود شریف پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر جا رہے تھے۔ بارش بھی ری دکھیل جانب بڑے زور سے ہو رہی تھی اور ہماری طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی۔ ابھی چند بوندیں ہی پڑی تھیں کہ ہمارے پیچھے سے ایک بڑی موٹر کار آئی اور تیزی سے آگے نکل گئی۔ کار پر حکومت کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ کار اس قدر تیز تھی کہ ہم نے ان لوگوں سے جو اس میں سوار تھے کسی کو بھی نہ پہچانا۔ کار کے ڈرائیور نے کار کو روکا ہو سکتے رکتے بھی چالیس پچاس گز پر جا کر رکی اور پھر ڈرائیور کار کو واپس ہماری طرف ہٹا کر لایا۔ جب کار نزدیک پہنچی تو ہم نے دیکھا کہ اس میں خود بھی آنے والے دوست مجھ میل و میر ناؤن جناب سیٹھ عبداللہ نند نکبیر صاحب تھے جن کے ساتھ بعض اور دوست بھی بمشکل دو آدمیوں کی کار میں جگہ تھی انہوں نے بڑی محبت سے ہمیں کار میں اپنے ساتھ بٹھا لیا اور اب کار روانہ ہوئی ہی تھی کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گا رہے تھے کہ خدا تعالیٰ نے کس طرح بروقت غیب سے ہماری امداد فرمائی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اور کار میں بیٹھے ہوئے ہمارے دوست انتہائی حیران تھے کہ احمدی مبلغین کس طرح شہروں سے دور جنگلوں میں اور موسم برسات میں پیدل چلتے ہیں۔ اور سیٹھ صاحب کے حضور تک بھی تبلیغ میں ذکر کرتے تھے۔ ان لوگوں نے بڑی محبت ادب اور احترام کے جذبات کے ساتھ اپنے اور کے کام چھوڑ کر شہر میں پہنچتے ہی پہلے ہمیں ہمارے گھر پر پہنچایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدارین خیراً۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار چوہدری عنایت اللہ احمدی

چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی ضروری ہے

امسال ہمارا جلسہ سالانہ ۱۸ر ۱۹ر ۲۰ر دسمبر کو منعقد ہو رہا ہے جس میں ہندوستان کے احباب کے علاوہ بیرونی ممالک سے بھی زائرین شرکت فرمائیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقدس اور بابرکت اجتماع میں زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو شامل ہونے کی توفیق بخشے۔ اور تمام شامل ہونے والے احباب جلسہ سالانہ کی برکات سے وافر حصہ پائیں۔ آمین۔

جلسہ کے استقبالات کی تکمیل میں اب صرف ۲½ ماہ باقی ہیں چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی اسی طرح فرض ہے جس طرح کہ حصہ آمد اور چندہ عام۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق اس چندہ کی سو فیصدی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی از بس ضروری ہے۔ تاکہ جلسہ سالانہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

اب تک وصولی چندہ جلسہ سالانہ کی پوزیشن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر جماعتہائے احمدیہ ہندوستان نے تا حال اس چندہ کی ادائیگی کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دی۔ اور بعض جماعتوں کی طرف سے ابھی تک اس مد میں کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔

لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ سے تمام احباب جماعت عہدیداران اور مبلغین صاحبان کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس چندہ کی وصولی کی طرف خاص توجہ دے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اور عنداللہ ماجور ہوں۔ اور کوشش کریں کہ چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی وصول کر کے رقوم آخر اکتوبر یا زیادہ سے زیادہ شروع نومبر تک مرکز قادیان پہنچ جائیں۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر جمع ہونے والے مہمانوں کی مہمان نوازی میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ احباب کو اس امر کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

جماعت احمدیہ سونگڑہ میں شادی کی ایک مبارک تقریب

الحمد للہ مورخہ ۲۴ر ستمبر ۱۹۶۱ء بروز اتوار خاکسار کی لڑکی عزیزہ نسیمہ خاتون سلمہا کی شادی کا اعلان نکاح سرو (ریاست اڑیسہ) کے ایک مخلص نوجوان احمدی عزیزم مکرم میاں شیر علی صاحب ابن جمشید خاں صاحب سے بمقام کوٹھی بعوض مبلغ آٹھ سو روپیہ حق مہر محترم مولوی سید محمد احمد صاحب سابق امیر جماعتہائے اڑیسہ نے پڑھا۔ احباب کرام اور بزرگان سلسلہ سے درد مندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو کو جانبین اور سلسلہ کے لئے دینی اور دنیاوی طور پر رحمت سے مبارک کرے اور ثمرات حسنہ بنائے اور قرۃ العین کا موجب بھی ہو۔ آمین ثم آمین۔

اس موقعہ پر لازمی طور پر خاکسار ایک امر کی وضاحت سمجھتا ہے کہ گزشتہ ۲۷ر مارچ ۱۹۶۱ء کو مباحثہ مابین احمدیان سرو اور غیر احمدی دیگر مسلمانوں میں ہوا تھا۔ اور جس کے تفصیلی کوائف اخبار بدر مورخہ ۲۲ر جون ۱۹۶۱ء میں نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کی طرف سے شائع ہوئے ہیں اس فہرست میں اس مخلص نوجوان کا بھی نام درج ہے۔

سرو میں مخالفت کا جو طوفان برپا ہوا اس میں موصوف نے اپنے تمام مخالف رشتہ داروں کی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے توکلاً علی اللہ اس رشتہ کو قبول کیا۔ احباب کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ نتیجہ خیر کرے اور سلسلہ اور خاندان کے لئے مفید ثابت ہو۔ آمین۔

خاکسار سید صمصام الدین احمد عفا اللہ عنہ خادم سلسلہ مقیم کوڑا پی بحکم نگر

اعلانِ نکاح

مکرم معروف کرم دین صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ سونا گلی تحصیل بنڈہ ضلع پونچھ کا نکاح ہمراہ خاتون بی بی بنت چوہدری نگا صاحب احمدی سونا گلی سے مبلغ تین ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم مولوی گلزار احمد صاحب معلم وقف جدید سونا گلی نے ۲۷/۹ کو پڑھا۔ احباب رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرماویں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

درخواست دعا۔ مکرم گلزار احمد صاحب معلم وقف جدید کے ہاں مورخہ ۲۷/۹ کو بچی پیدا ہوئی ہے بچی کی صحت اچھی ہے لیکن زچہ بیمار ہے احباب زچہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرماویں۔ (انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان)

چک امبریح میں تبلیغی و تربیتی جلسے

مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ مورخہ ۱۲/۹ کو مکرم مولوی عبدالواحد صاحب فاضل اور مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ کی معیت میں ۵ بجے بعد دوپہر تشریف لائے جملہ افراد جماعت چک امبریح نے گرمجوشی سے استقبال کیا اور مہمانوں کی چائے سے تواضع کی۔ بعد نماز مغرب چک امبریح میں پہلا جلسہ زیر صدارت مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ تقریر تقریباً اڑھائی گھنٹے جاری رہی۔ تقریر میں اختلافی مسائل کی وضاحت تربیتی امور کے متعلق تاکید اور مالی قربانیوں کی ترغیب کے علاوہ مولوی صاحب نے قبولیت احمدیت کے حالات بھی سنائے۔ جملہ حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور ۱۱½ بجے جلسہ دعا کے ساتھ ختم ہوا۔ اور معزز مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا جس کا انتظام خاکسار کے غریب خانہ پر تھا۔

دوسرا جلسہ ۱۳/۹ صبح آٹھ بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب نے اور نظم مکرم مولوی عبدالواحد صاحب فاضل نے پڑھی سپاسنامہ خاکسار نے پیش کیا۔ دو طالبعلموں بنت الطاف احمد و فاروق احمد نے نظمیں پڑھیں۔ اس کے بعد مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے سپاسنامہ کا جواب دیا اور "موجودہ زمانہ میں عذاب آنے کی وجہ" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ مولوی صاحب کی تقریر ختم ہونے کے بعد یار محمد خان صاحب آف نونہ منڈی اور میر احمد خان صاحب قائد خدام الاحمدیہ نے تقاریر کیں اور خدام الاحمدیہ کے عہدیداران کا انتخاب ہوا۔ اس کے بعد ناصر احمد خاں صاحب نے تقریر اور منصور احمد خان نے نظم پڑھی۔ اور مکرم مولوی عبدالواحد صاحب فاضل نے تربیتی تقریر فرمائی۔

آخری تقریر مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے فرمائی اور ۱۱½ بجے جلسہ ختم ہوا جلسہ کے بعد مہمانوں نے والدہ سمیع اللہ خان صاحب کے ہاں کھانا تناول فرمایا۔ اور پارٹی پوری تشریف لے گئے۔

خاکسار راجہ غلام محمد خاں صدر جماعت احمدیہ چک امبریح کشمیر

ادائیگی بقایا جات کی اہمیت

ارشادات سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

یکم مئی ۱۹۶۱ء سے نیا مالی سال شروع ہو کر پانچ ماہ گذر گئے ہیں۔ ہندوستان کی اکثر جماعتوں نے ابھی تک اپنے گذشتہ سال کے بجٹ کو سو فیصدی پورا نہیں کیا اور نہ ہی موجودہ مالی سال کے پانچ ماہ کی آمد نسبتی بجٹ کے مطابق ہو رہی ہے حالانکہ اپنا بجٹ سو فیصدی پورا کرنا ہر فرد اور ہر جماعت کا فرض ہے۔ اور اس بارہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تاکید کرتے ہوئے تنبیہ فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھنا چاہیئے کہ بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں نہ سلسلہ پر احسان ہے نہ خدا پر احسان ہے جو خدا کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے۔ اور اس سودے کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جوابدہ ہے۔ اور جس قدر کمی رہتی ہے وہ اس کے نام بقایا ہے۔ اگر وہ اس دنیا میں ادا نہیں کرتا۔ تو جب خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ جہنم میں بقایا ادا کر کے آؤ۔"

بعض احباب مالی مشکلات۔ اخراجات کی زیادتی۔ مہنگائی۔ قحط سالی کا عذر کرتے ہیں۔ ایسے احباب کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مندرجہ ذیل ارشاد ہر وقت اپنے پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں۔ توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔"

ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشادات کی تعمیل میں ہم اپنی قربانیوں کے معیار کو بہت بلند کریں۔ اور جماعت کے عہدیداران بقایا داران بے شرح اور نادہندہ افراد کی اصلاح کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوں۔ اس سے جہاں سلسلہ کی مشکلات دور ہوں گی۔ وہاں اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے احباب جماعت کی مشکلات کو بھی اپنے فضل سے دور فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو عملی طور پر "دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے" کا عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

حاسبوا قبل ان تحاسبوا

(اپنا محاسبہ خود کرو قبل اس کے تمہارا محاسبہ کیا جائے)

وقف جدید کے پانچویں مالی سال کا آغاز جنوری میں ہو چکا ہے اور اس کے نو مہینے ستمبر کے ختم ہونے پر گذر رہے ہیں۔

وقف جدید کی شرح چندہ کم از کم چھ روپے سال یعنی نصف روپیہ مہینہ ہے

ادارہ وقف جدید کا قیام قادیان میں ہو چکا ہے اور اس وقت اس ادارہ کے زیر انتظام پانچ معلمین خدمات سلسلہ سرانجام دے رہے ہیں۔ کہ جن کی مساعی کے نتیجہ میں تبلیغ و تعلیم و تربیت کا کام کامیابی سے ہو رہا ہے۔

کیا آپ بھی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق وقف جدید کے مالی جہاد میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اگر تا حال اس سعادت کو حاصل نہیں کیا تو جلد شمولیت فرماویں۔

کیا آپ نے اس سال چندہ وقف جدید ادا کر دیا ہے۔ تاکہ جہاں آپ ایفاء وعدہ کرنے والوں میں سے بنیں وہاں آئندہ مالی سال کے شروع میں چندہ سہولت سے ادا کر سکیں۔ اگر تا حال نہیں کیا تو جلد اپنا وعدہ ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں

کیا آپ تعاونوا علی البر کے قرآنی حکم پر عمل پیرا ہو کر وقف جدید کے نیکی کے کام میں تعاون فرما رہے ہیں۔ یعنی وقف جدید میں خود حصہ لے کر اپنے دوستوں اور اقارب کو اس میں شامل ہونے کی تلقین کر کے اس ذریعہ سے م یہ کو ادا کرتے ہیں تاکہ یہ تنظیم مضبوط اور ترقی پذیر ہو۔

جملہ احباب کرام، عہدیداران صاحبان اور مبلغین حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ جہاں وہ خود وقف جدید کے کار خیر میں شامل ہو کر عند اللہ ماجور ہوں وہاں دیگر افراد جماعت دوستوں اور اقارب کو شامل ہونے کی تلقین کر کے ثواب حاصل کریں اور شامل شدہ احباب کو اپنے وعدے جلد ادا کرنے کی توجہ دلا کر تعاون فرما کر ممنون فرماویں تاکہ اس تحریک سے جو نیک توقعات ہیں وہ کما حقہ پوری ہوں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت

یہ تقرر مورخہ ۳۰ اپریل ۶۲ء تک کے لئے منظور کیا جاتا ہے (ناظر علیٰ قادیان)

جماعت احمدیہ کالیکٹ۔ کیرالہ

صدر۔ مکرم کے پی آسو صاحب　K.P.A Soo
جنرل سیکرٹری۔ مکرم کے پی عبدالرحیم صاحب　K.P.A. Rahim
سیکرٹری مال۔ " ٹی علی صاحب۔　T.A.
" تبلیغ۔ مکرم پی۔ بی عبدالرحیم صاحب　P.B.A. Rahim
" تعلیم و تربیت۔ مکرم ایم۔ پی کویوٹی صاحب　M.P. Koyoty
" جائداد و امین۔ مکرم اے۔ ایم حسن کویا صاحب　A.M. Hasan Koya
" ضیافت۔ " پی۔ این محمد صاحب　P.N. Mohammad
آڈیٹر۔ " ایم علی صاحب　M. Ali
امام الصلوٰۃ " ایم کے حسن کویا صاحب　M.K. Hasan Koya

مشاد نگر۔ حیدرآباد۔ آندھرا

صدر۔ مکرم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ۔
سیکرٹری جلد امور۔ مکرم محی الدین صاحب عوزی

سونا گلی علاقہ پونچھ۔ جموں

جنرل سیکرٹری۔ مکرم چوہدری فیض محمد صاحب
سیکرٹری وقف جدید۔ " " علی اکبر صاحب

امروہہ۔ یو۔پی

صدر۔ مکرم منیر احمد صاحب۔ سیکرٹری مال۔ مکرم محمد الطاف صاحب
سیکرٹری تبلیغ۔ مکرم مظہر اسلام صاحب۔
" تعلیم و تربیت۔ " ننھے میاں صاحب۔ سیکرٹری امور عامہ۔ مکرم ارشاد احمد صاحب

بریلی۔ یو۔پی

صدر۔ مکرم قریشی محمد طاہر صاحب۔ سیکرٹری مال و جملہ امور۔ قریشی محمد یونس صاحب

ناظر اعلیٰ قادیان

عہدیداران جماعت کے لئے دوہرے ثواب کا موقعہ

بیشک اکثر عہدیداران اپنا وعدہ چندہ تحریک جدید ادا کر چکے ہیں۔ لیکن ان کی جماعت کے جملہ دوستوں کی ذمہ داری بھی ان پر عائد ہوتی ہے۔ اگر وہ افراد جماعت کو ذاتی اثر و رسوخ سے توجہ دلا کر اپنی جماعت کے بجٹ کو پورا کرنے کا باعث ہوتے ہیں تو ان کے لئے دوہرے ثواب کی خوشخبری ہے جیسا کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"میں ان کارکنوں کو بھی جنہوں نے تحریک جدید کے کام کو اپنے ذمہ لیا ہوا ہے توجہ دلاتا ہوں کہ ان کو خدا تعالیٰ نے بہت بڑے ثواب کا موقعہ دیا ہے کہ وہ بھی بیدار ہوں اور اپنے مقام کو سمجھیں انہیں صرف اپنے چندے کا ثواب نہیں ملتا بلکہ دوسروں کے چندے وصول کرنے کا بھی ثواب ملتا ہے۔"

تحریک جدید کا مالی سال عنقریب ختم ہو رہا ہے اور عہدیداران جماعت کو اس سلسلہ میں یاد دہانی بھی کرائی جا رہی ہے اسلئے گزارش ہے کہ وہ اپنی جماعت کے بقیہ چندہ جات جلد وصول کر کے ارسال فرمائیں جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

خبریں

چنڈی گڑھ یکم اکتوبر۔ پنجابی ریجن میں ۲ر اکتوبر سے ضلع اور اس سے نچلی سطح پر تمام تر سرکاری کام کاج پنجابی بھر دنس گور مکھی میں ہوگا اور اس کے ساتھ ہی پنجابی ریجن میں بھارت کی سرکاری بھاشا ہندی کی سرکاری پوزیشن ختم ہو جائے گی ۲ر اکتوبر کے بعد پنجابی ہی واحد سرکاری بھاشا ہوگی۔ تمام سرکاری دفاتر میں ماسوائے اُن عدالتوں کے جو ہائی کورٹ کے ماتحت ہیں۔ علاقائی بھاشا پنجابی میں کام شروع ہو جائے گا۔ اُن کی ڈویژنل کمشنر محکمہ جات کے انچارجوں اور صدر ہائی سیکنڈری کے ساتھ جو خط و کتابت ہوگی وہ پنجابی میں ہوگی۔ اور انہیں اُن کا جواب بھی اُسی بھاشا میں دیا جایا کرے گا جہاں تک زبانوں کا تعلق ہے ہر زمین کے دفاتر کے کرمچاری دوسرے ریجن کو اپنی علاقائی بھاشا میں چٹھیاں لکھا کریں گے پنجابی ریجن کے کرمچاری ہندی ریجن کو چٹھیاں پنجابی میں لکھا کریں گے مگر ان کو جواب ہندی میں دیا جائے گا۔ دو بھاشائی اضلاع میں بھی یہ طریقہ استعمال کیا جائے گا۔ البتہ عوام کو اجازت ہوگی کہ وہ اپنی درخواستیں ملک کی ہر منظور شدہ زبان میں دے سکیں لیکن عموماً صرف چار رائج زبانوں اردو، ہندی، پنجابی اور انگریزی میں درخواستیں دی جائیں گی۔ سرکاری ریکارڈ کی نقلیں اُسی زبان میں دی جایا کریں گی جس میں ریکارڈ رکھا گیا ہوگا۔

چنڈی گڑھ۔ یکم اکتوبر۔ شری نرہم تھانو پلے نے آج صبح راج بھون میں سادہ لیکن پُر وقار تقریب میں پنجاب کے گورنر کے طور پر حلف لے لیا۔ عہدہ کا حلف پنجاب ہائیکورٹ کے چیف جسٹس مسٹر ٹیک چند نے [illegible]۔ یہ تقریب راج بھون کے لان میں خاص شامیانے کے نیچے ادا کی گئی۔ شری پیم تھانو پلے جو سفید کھادی کی اچکن اور چوڑی دار پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔ اور سر پر گاندھی ٹوپی رکھے ہوئے تھے۔ ایک جلوس میں شامیانہ میں داخل ہوئے۔ جلوس کی رہنمائی مسٹر [illegible] ناشاکر رہے تھے حلف دلانے کی رسم پندرہ منٹ میں ختم ہوگئی۔ جس کے بعد گورنر نے پنجاب پولیس کے ایک دستہ کی طرف سے پیش کئے گئے گارڈ آف آنر کا معائنہ کیا۔ پولیس کے بینڈ نے قومی ترانہ کی دُھن بجائی۔

نئی دہلی یکم اکتوبر۔ کل جنتا گنتنتر کے جنہوں نے یکم اکتوبر کو قومی یکجہتی کے حلف نامہ پر سرکاری دستخط کرانے کی مہم شروع کی جائے گی۔ گو یہ مہم سارا سال رہنے کی تاہم ۲ ہفتے [illegible] ایک ہفتہ اس کام [illegible] خاص طور پر مخصوص کیا گیا ہے۔ حلف نامہ کی عبارت یہ ہے:۔ میں ہندوستان کا باشندہ ہوں اور مجھے مہذب سوسائٹی کے اس عالمی اصول پر اعتقاد ہے کہ تمام اختلافات پُرامن ذرائع سے حل کرنے چاہئیں اس لئے میں حلف لیتا ہوں کہ میں عوام میں قومی یکجہتی پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ مذہبی بھاشائی۔ علاقائی اور دیگر عوامی جھگڑوں کو ایسا امن (؟) کے ماتحت پُرامن طریقہ سے حل کرنے کی کوشش کروں گا۔ بلکہ کسی بھی اختلاف کو دور کرنے اور جھگڑے کے تصفیہ میں اس اصول کی خلاف ورزی نہیں کروں گا۔ ہندوستان بڑا ایک بہت بڑا ملک ہے اس میں وقتاً فوقتاً جھگڑے اور اختلاف پیدا ہونے قدرتی بات ہے لیکن ان سے قومی یکجہتی کو خطرہ نہیں پیدا ہونا چاہیئے۔ بھائی بھائی آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ پُرامن طریقہ سے صلح صفائی کر لیتے ہیں تو پھر ان میں بھائی چارہ کا جذبہ بنا رہنا چاہیئے ورنہ اس اصول کی خلاف ورزی کر بیٹھے جائیں ہندی اور برادرانہ تعلقات ختم ہو جاتے ہیں۔ یہی طرح ایک ملک کے باشندوں کا حال ہے۔ اگر وہ مذہبی بھاشائی اور علاقائی تعصب کی بنیاد پر لڑتے ہیں تو شک پیدا ہو جاتا ہے کہ کیا یہ لوگ ایک قوم سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک ہی ملک کے باشندے ہیں۔

کراچی یکم اکتوبر۔ پاکستان سرکار نے آج طلباء کی تحریک کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے جب کہ اس نے ان کا بڑا مطالبہ منظور کرنے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ سرکاری اعلان کے مطابق اب تین سالہ ڈگری کورس کا فیصلہ واپس لے لیا گیا ہے۔ اور اب پہلے کی طرح دو سالہ ڈگری کورس جاری رہے گا۔ تین سالہ ڈگری کمیشن کی سفارشات کے تحت رائج کیا گیا تھا۔ اور اس کے خلاف مشرقی پاکستان کے طلبہ شروع سے ہی جدوجہد کرتے آئے تھے۔ اب مغربی پاکستان کے طلباء بھی اس کمیشن کی سفارشات کے خلاف بطور پروٹسٹ غیر معین عرصہ کے لئے ہڑتال کئے ہوئے تھے۔ پاکستان سرکار نے مختلف یونیورسٹیوں اور تعلیمی بورڈوں کو اختیارات دے دیئے کہ طلباء کے دیگر چھوٹے چھوٹے مطالبات کے سلسلہ میں ضروری کارروائی کریں۔ طلباء نے درسی کتب میں بہت زیادہ رائج کرنے کے خلاف بھی پروٹسٹ کیا تھا۔ اور مانگ کی تھی کہ ان کی تعداد گھٹائی جائے۔

واشنگٹن یکم اکتوبر۔ امریکی سیسپی یونیورسٹی میں ایک نیگرو طالب علم کے داخلہ پر گوروں اور نیگرو باشندوں کے درمیان خونریز فساد ہو گیا۔ جس کے نتیجہ کے طور پر ۲ اشخاص ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ گو رنمنٹ طلباء ایک بل ڈوزر سے وسیسپی یونیورسٹی کے گیٹ توڑ کر اندر داخل ہو گئے اور پولیس ان کے حملے سے بے بس ہو گئی۔ مقامی گورنر نے فیڈرل حکومت کی بے بسی اور شکست تسلیم کر لی ہے اور طلباء سے بلوے سے خبردار ہو کر گھٹنے کی اپیل کی ہے۔ بعد کی اطلاع ہے کہ یونیورسٹی پر فوج بلائی گئی ہے۔

ملوکا یکم اکتوبر آج یہاں پیپلز [illegible] ہاؤس کے سیکرٹری سردار گلاب سنگھ نے بتایا کہ اگلے سال تک خیر سگالی سکیم میں غریبوں اور ہریجنوں کے لئے تین ہزار ایسے مکان سیلاب کی زد میں آ کر گر گئے ہیں۔ ۲۵۰۰ ہزار چھوٹے چھوٹے مکان تعمیر کئے جائیں گے جن کی قیمت ایک ایک ہزار روپے تک ہوگی۔ اور یہ رقم مارکیٹ ٹیکسوں سے جس کی منظوری راشٹرپتی نے دے دی ہے۔ وصول شدہ فنڈ سے خرچ کی جائے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ سیلاب زدگان کی امداد کے لئے گورنمنٹ پیشِ قدم پا رہی ہے۔ اور یہ رسائنی وغیرہ سے طریقے سے خبریں بانٹی گے۔ جن سے ان علاقوں پر سیلاب سے تباہ شدہ ہو سکے۔ وزیر صحت شری برش بھان نے پنجاب کے حالیہ سیلابوں کے متعلق کہا ہے کہ ان سے فصلوں کو ۵۰ کروڑ روپے سے زائد کا نقصان ہوا ہے۔ ہزاروں مکانوں کو نقصان پہنچا ہے اور ۵۰۰ لاکھ لوگ ان سے متاثر ہوئے۔

ایک سرکاری ترجمان نے بتایا ہے کہ ضلع گورداسپور میں حالیہ سیلاب سے ۱۴ آدمی ہلاک ہوئے ہیں۔ ۱۵ ہزار آبادی کے ۵۰۵ دیہات پر بُرا اثر پڑا ہے۔ جائیدادوں کو ۱۴ لاکھ ۵ ہزار اور فصلوں کو چھ لاکھ ۱ ہزار روپے کا نقصان پہنچا ہے۔ تخمیناً ۲۲ دیہات ابھی تک چار چار پانچ پانچ فٹ پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ضلع حکام نے پنجاب سرکار سے ریلیف کے لئے ۱۲ لاکھ روپیہ مانگے ہیں۔

جناب گیانی ذیل سنگھ صاحب منسٹر آف سٹیٹ پنجاب کا مکتوب

جناب وزیر صاحب موصوف گذشتہ دنوں قادیان تشریف لائے تھے۔ اور ہماری درخواست پر احمدیہ جماعت کے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے بھی تشریف لائے اب ان کی طرف سے مندرجہ ذیل خط جناب ناظر صاحب امور عامہ قادیان کے نام موصول ہوا۔

از دفتر منسٹر آف سٹیٹ برائے جیلخانہ جات وغیرہ حکومت پنجاب
چنڈی گڑھ

مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۱ء

میرے پیارے راجیکی صاحب

میں آپ کی ہمدردی اور حسن سلوک کا بہت ممنون ہوں جو آپ نے احمدیہ جماعت قادیان کے مقدس مقامات کی زیارت کے موقعہ پر روا رکھا۔

جب میں آئندہ قادیان آؤں گا تو ضرور آپ کے پاس بھی حاضر ہوں گا

آپ کا مخلص

(دستخط گیانی ذیل سنگھ)